

جملہ حقوق محفوظ

پیشہ کس

ایڈل ادا کی پسندیدگی کا شکر یہ سا بہترے دستوں کی فراہش کی بنار پر ایڈل ادا کی بہانی کے شات کے بعد سی مردان کو اٹھی ہی میں رو کے رکھنا پڑتا ہے اس سے اٹھی ہی میں مردان کی دو منفرد کہانیاں بھی پڑھتے ہیں۔ یہ بکیل ایڈل ہی کہانی ہے جو کہانی ہے اس کا کسی دوسری کہانی سے تعلق نہیں۔ اس کے بعد معلوم درجہ، طاحظ فرماتے گا۔ یہ دو ماٹیں کے برقانی حلقات کی بہانی ہو گی۔ مردان کی ان دو بہانیوں کے بعد فردی کا ناول پیش کرتے کا ارادہ ہے۔ اب آئیں اپنے سوالات کی طرف!

ایک صاحب فوج چاہے کہ آخر اپ کب تک اپنے نام کے ساتھ جائے۔ اسے بھروساتے رہیں گے۔ اب تو بڑا مشکل جز مگنے لگا ہے۔ اس سلسلے میں اس کے علاوہ اور کیا عرض کروں کہ میرے نیارہ پڑھتے والے میرا نام ہی۔ اے کے دُم پتھ کے بیرون یکھنا پسند نہیں کرتے۔ اسے اپنے اس پر کسی نقی این صفائی کا دھوکا پہتا ہے۔ اور تو اور دھماکہ مسکے پر ڈیو سر مولانا ہی نے بھی مجھے اس سلسلے میں نہیں بنتا۔ لگامون کے ریکارڈوں تک پر جی۔ اے کامٹپہ کوکادیا ہے۔ اشتہارات میں "ابن صفائی" ذرا سا۔ اور۔ جی۔ اے کو جھر کا بخواستے ہیں۔ پر نیورٹی کے

اس ناول کے نام، مقام، بکار اور کہانی سے تعلق رکھنے والے اواروں کے نام فرضی میں

پبلش — سلطان محمد

زیر انتظام — کتابی دنیا لاہور

پرنٹر —

ایک پہنچیں دوست تے ایک بار کہا تھا کہ اکٹھن سے ایم۔ اے بھی ارڑاں میں تھا
لیا تاہم؟ ہے بھلاں کا آپی۔ اے سے۔ ہی۔ فناہ فناہ ریت کیوں نہ لے لو۔ کہنے گے ٹھیک
کہے ہو۔ ”ابن صفائی، ایم اے“ یا ”ٹھکرائیں صفائی“ تھی ہی مددوں پر کا۔

میرے سلسلے میں پڑھتے والے مجھیں ہیں۔ اپنی حالی تصور کتاب کی پشت پر چھپا
خود عہدی کی تھی کہ جاردن طرف سے شورا طاری پرانی ہی چلگی مونچھوں فلاں بن صفائی
شہنس چلے گا۔ ہی پرانی تصور یہ پرستور چھالپتے رہ جو۔ اے دوستو۔ پلک کے
بیلے چھالا کر پڑے۔ ”ایک لارا“ کی پشت پر ہی پرانی تصور پر چھپا ہی پڑی۔ مطلب یہ کہ
میں اپنی کسی حماقت کا خود دار ہیں ہوں۔ مجھ سے زبردستی ہاتھیں ”سرزاد“
کراچی جاتی ہیں۔

اس ہمارا نامہ و دھاکر“ سے متعدد معلومات حاصل کرنے کے لئے بھی بے شمار حلقوں
آئے ہیں۔ واضح ہو کر تلمیز کے پرتو یہ سروہنا ہے کہ اعلانات کے مطابق ”دھاکر“،
دھبڑا، ۱۹۴۷ کے درست سنتیں میں رینیز ہو جاتے گی۔ اپنے اخبارات میں اسی
نوش کے اشتہارات بھی دیکھ ہیں اور ہو جائیں گے۔ جیا ہاں۔ اس نام میں نہ صرف
ظفر الٹک اور جیسین میں بلکہ ہر دین بھی ہوں گے۔ ہی کے سلسلے کے کلکافی سے
لی گئی ہے۔ ایسی ہر دین ہو جا اپ سب کو بے حد جاندا رہے۔ بھی تباہوں
کا بس دیکھ لیتے گا۔ چلتے اسے بھی نام ہمکے سس پس میں شامل کر لیتے۔ مجھے
کوئی امراض نہ ہو گا۔

جیا ہاں۔!

دھاکہ کی ہر دین بھی ہوں گے۔ اس کے سلسلے کی ایک کہانی سے لی لکھا ہے۔

والا

ابنے سنے
۲۰۱۲ / ۲

ان چاروں سے بیچا چھڑا کر ہوں نے سارو ٹیکیا کی راہ می تھی۔ پچھا بھی اس
مرٹھ چھڑا تھا اک جولیا کو ایک لامکی پیشام ٹھا جس کے مطابق وہ دو منیتے
کی چھڈیاں اپنی مرمتی سے گدار کتے تھے۔ اس کے بعد ٹوبوئی پر دفن وابس آئے
کی بہایت تھی۔

بھر جال اس تھے انہیں پرلو نیز میں پھوڑا تھا اور خود سارو ٹیکیا آپنچا تھا۔
دو منیتے اپنے ایک پھر تھے دوست اور اکٹھوڑو کے ساتھی کا دوست اولیاری میسینیو
کے ساتھ کاروں کا راہ کھتا تھا۔ اسے ملٹھ تھا اور وہ ان دونوں اولیے کیا میں چیز
آن پہلیں کی حیثیت سے متین ہے۔ پہنچتے دوستوں میں کچھ ایسے بھی تھے جن
سے اس کی بتا عذر طور پر خطوٹ کرتا بت رہتی تھی۔ اولیاری کیا ایسا یا ایسا کی دوست تھا
لیکن ہوں تھے اسے مطلع ہیں کیا تھا اور وہ اس کے پاس پہنچ رہا ہے۔ سر پراز
دینا چاہتا تھا۔ اولیے بھی اپنے کریڈٹ حداں کے پاس ہیں چلا گئی تھا بلکہ ساحل کے
ایک خوبصورت ریٹرویان میں دوپہر کے کھانے کی تیت سے داخل ہو جاتا اور پیاسا نہ
مدد شوار سوت دیکھ کر جو ٹوش ہو گیا۔ اس کے اپنے ٹک کے معلوم ہوتے تھے تو
توی پیکل اُدی جن میں ایک ادھیر ٹھا اور دوسرا فوجوان۔ دونوں نندی ہی سے گھٹکوں میں
”بستا“ تھے۔ اور اتنی اونچی آواز میں بول رہتے تھے کہ دوسروں کے چہروں پر گلزاری
کے آثار صاف پڑھتے جا سکتے تھے۔ ہوں نے ان کے قریب ہم کی میز سنبھال لی۔

”اُسی ہی کچھ بات ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ دین نہیں آتی ہے اس طرزی ہو برے
گذسے اور چونچتے ہوتے ہیں۔ جیسی زبانے کیا سمجھتے ہیں؟“
”کیا سمجھیں گے؟ وہ ایکھیں نکال کر بول۔“
”جس کو بھائی اپنی قومیت بتانا ہوں تڑے پوچھتا ہے۔ چرس لاتے ہو۔
حشیش تو ہو گی تمہارے پاس۔“
”دونوں کے چھبے اتر گئے۔ اور ادھیر آدمی نے مجھنی ہر فہمی کے ساتھ کہا۔
”حلاٰ ہیں سالے؟“
”پاٹکل حلالی ہیں۔ ہم خود رحمی ہیں۔“
”کیوں بکراہی کرتا ہے اور نہ ادھیر آدمی کو خصہ آگیا۔
”تمہرے ہو گے؟“ مران نے شربا کر کہا۔ ہمیں تو ہوں۔“
”نوجان نہیں پڑا تھا۔ لیکن ادھیر آدمی سڑا سامنہ بناتے اسے گھوڑے جا
ریا تھا۔ مران اس تھا اور پھر اپنی نہیں پر جا بیٹھا تھا۔ اس کے بعد اس نے جسوس
کیا کہ کھروں خصوصی طور پر اسے توبہ اور درود پڑی سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ قابو ایکھیں
سکھتے والے تین اطاواں تھے۔ مران نے طویل سانس لی۔ مماند اس کی سمجھی میں آ
چکا تھا۔ شاید دو توں شلوار سوٹ زیر نگرانی تھے۔ اور مران راستیوران میں ایک مد
سوٹ کیں سمیت وار دھرا تھا۔ اس تے پھر ایک لمبی سانس پھنسی اور متھا چلانے
لگا۔ جھیچکا پلاڑی ہی مناسب رہے گا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی
رشین سلااد بھی مل گئے۔ تو کیا ہنا۔ دیڑا اس کے قریب آیا تو اس نے سب سے
پہلے اسی کے پارے میں پوچھا تھا۔
”نہیں سی نور۔۔۔ نہر علکی کرنی تو شہ نہیں ہے۔“ اس نے مدرست طلب کی۔
”اچھا تو۔ تم اپنا ہی سلاادے آؤ۔“

ادھیر آدمی والا نوجان سے کہہ رہا تھا۔ بڑے گزدے ہوتے ہیں یہ سالے اطاوی بھی
چوتھے اول نمبر کے۔ اور یونانی بھی ایسی ہوتے ہیں۔ لونڈیاں جیسیں کاشتی ہیجے
مولان انہیں بخوردیکھ رہا تھا۔ دفعہ اہمیتی بھی اس کا احساس ہو گیا اور اداھیر
مودوں کے ساتھ اسے گھوڑا کر دیکھا۔ مران میک اپنی نہیں تھا۔ اول بیا میں ہی ملن
کی خیشیت سے داخل ہوا تھا۔ لیکن شدار سوٹوں کے لئے ہامن تھا کہ وہ اس
کی قومیت کا اندازہ لگا سکتے۔ کیونکہ مغربی طرز کے بیاس میں تھا اور سرخ دینی
ریگت اسے ترک یا ایرانی بھی باور کر سکتی تھی۔ مران اکثر اسی دیر گھوڑتے رہنے کے
بعد اس نے نوجان ساتھی سے کہا۔ اسے ان کو کیا کہیں۔ یہ اپنے سالے ترک اور
ایرانی بھی اور ان سے بڑے اپنے ہوتے ہیں؟“
”سلے تو کسی قوم کے بھی اچھے نہیں ہوتے۔“ دفعہ مران نے انگلی اٹھا کر کہہ
لکھ دے دنوں پہلی بیٹل پڑھے۔ مران سکلا کر بولا۔ مذکور جاتے ہیں۔ اپنا اور ہمتوں
کا دلت شانق کرتے ہیں۔ جھلا اپنے کتنی لوگوں نے تھہاری بھیں کا جوں کی؟“
”ادھیر آدمی تھوڑہ لگار ساتھی سے بولتا تھا۔ اب یہ تو اپنی ہی طرف کا ملتا ہے۔“
پھر میرزا قندکار مران سے کہا۔ اسجاڑ پیارے۔“ تم بھی ساتھ ہمارے۔“
”مران سمسی صورت پناہے ہوتے اٹھا اور ان کے پاس جا بیٹھا۔ چھپے
پھر چھاتیں کے ذریعے پرستے گئے تھے۔
”کہاں سے آئے ہو؟“ ادھیر آدمی نے پوچھا۔
”بی بی والی سے۔“
”بی بی والی ہاؤ؟“ اچھے دا بھنے کان کی لونچپیا ہوا بولتا ہے کہاں ہے؟“
”سیانوالی کے پاس!“
”اس نے پھر تھوڑہ لگایا اور بولتا ہے۔ بڑے حلامی معلوم ہوتے ہو۔“

بہت بہتر سی فروڑ

تمین اکا لولیوں کی نظریں اب بھی مولان کے سوت کیسی بھی پر تھیں۔ یہ تو بہت

براہما وہ سچنے لگا۔ آئے شے بغرض نفریج یعنی خایدین سے بٹیٹا نصیب

نہ ہو گا۔ ان شکاروں سے خواہ خواہ الجد بیٹھا۔ اور پھر کوئی ان مردوں سے یہ

پڑھے کہ اس طرح شکار پہنچ پھرتے کی کی تھر درت تھی۔ کیون اپنی قومیت جانتے

پھرتے ہو جو پس فروش۔ کیا اس نتے کہ بغیر کوئی سیک کے کامب مل جائیں۔

دیکھو کیا مشتر ہوتا ہے تمہارا۔ دفعتہ فوجان آدمی اپنی میز سے اٹکر مولان کے

ساشت آبیٹھا۔

پہلوان لی براہماں گئے۔ اس نے مولان سے کہا۔

”می انام ملماں ہے۔ پہلوان میسے تایا باہتے۔ کامکے احکامے میں زور
کرتے ہیں۔“

”آدمی دلپ سعدم چوتے جوڑا۔

”چھر سے نیادہ دلپ ستم ہو جاں شکار پہنچ پھرتے ہوڑا۔

”کیوں کیا اپنے نیشلی ڈریں میں رہنا پاہت شرم ہو سکتا ہے۔ یہ بھر آہار سے

مل میں جا کر دی ہپنے ہیں بوجاہاں پہنچ پھرتے ہیں۔“

”ٹیک ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ یکن کی تمہیں علم ہے کہ تمہاری ٹھرانی ہو رہی

ہے غض اپنی شکاروں کی وجہ سے۔۔۔

وہ اپنی آنکھ دبا کر بہسا حقا۔ گھر سے معلوم ہوتے ہو راستا د۔ مان جسے مسلم

کرتیں سادہ بس والے پارے پیچے گل ہوتے ہیں۔۔۔

”اوڑاں میں بھی ان کی بیست پر آگی ہوں۔۔۔ مولان مشنے کی سانس لے کر بولا۔

”وہ میرے سوت کو لپاٹی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔۔۔

9

”اُوہ۔۔۔ وہ۔۔۔“

”کیا تمہیں خوشی ہوئی؟“

”نہیں۔۔۔ ایسا تو نہیں ہے۔۔۔“

”کیا صرف تم دونوں ہی ہو؟“

”تمہیں اس سے کیا سوچا رہے؟“ اکھیں نکال کر بولا۔

”دیکھونا۔۔۔ میں خواہ خواہ مانا گیا۔۔۔“

”کیوں دل دے بنیتھ تھے جماری ہاتوں میں؟“

”عمرت بُر کی بلا جسے پیدا سے بھائی۔۔۔“

وہ خاموشی سے مولان لو دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔ براہما کر تم خود ہی شتبہ ہو گئے۔۔۔

”کیا مطلب؟“

”ہم تمہارے لئے اتنا کو رہتے کہ تمہیں کچھ پیاسیست کے مزے آ جاتے۔۔۔“

”اب کر دو تا۔۔۔“

”فضل ہے۔۔۔ تمہارے سوت کیسی نئے لگوڑا کو دی۔۔۔ اس نے مولان کے پھریوں کے

قریب رکھتے ہوئے سوت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ ہر سکتا ہے یہاں سے اٹھنے سے

تمل ہی دھرم نہ چاہو۔۔۔“

”اوڑے باپ رے۔۔۔“

”ہمہن تمہارے سوت کیسی کی طرف تو دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ اٹھتا ہوا

بولا۔۔۔ پھر مولان اسے روکتا ہی رہا۔۔۔ لیکن وہ اپنی میز پر جا بیٹھا تھا۔۔۔ وہ اٹھتا ہوا

مترسما تھی۔۔۔ الٹوی میں پیچنا شروع کر دیا۔۔۔ کیون گئے تھے اس کے پاس۔۔۔

”میں نے خلاط تو نہیں کیا تھا کہ وہ نشیات کا غیر قانونی کاروبار کرنے والا مسلم

کرتا ہے۔۔۔“

گوران تے تیری سی سے اپنی کھوڑی سہلائی تھی اور سوٹ کیس کو قدموں کے پاس
تے اٹھا کر ساشے میز پر بکھ لیا تھا۔

”پوئیزیا... پوئیزیا“ مہر آدمی دو توں ہاتھا کر چینا تھا۔

گوران تے دو توں ہاتھا کر چھوٹ کیس پر بکھ لیا تھا۔

”یہ دیکھو!“ مہر آدمی درس سے لا ہمکن کو خاطب کر کے جینا تھا اس کے سوٹ
میں مفرور کچھ ہے۔ میرے بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ سوٹ کیس تم ہیاں سے اٹھا کر بجھ سے

پیٹ نکل جانا۔ محقق معاوضہ ادا کروں گا۔ شاید اسے شبہ ہو گیا ہے کہ قانون کے
عاقظاً اس کا تعاقب کر رہے ہیں؟“

تم خودا یا شکواروں تے۔ گوران سوچ رہا تھا۔ یہ شکاریں اپنی قوم کی ہیں
سلام ہوتیں۔ شاید اس قوم کی ہوں جو جرس سے زیادہ گا جانے اور چانڈو کی رسیا

ہے۔ بہ جال ان دو توں نے خود اس کی توبیت کا انعامہ لی بی والی۔ اور
میاں والی کی بکار اس سے نکالیا ہو گا۔ اور اب اپنی کسی مقصد برداشتی پر کہتے
ہو رہے ہیں۔

اس نے پوکھلانے میونتے اندر میں سوٹ کیس کو میرے پر سے اٹھا کر گرد میں رکھ
لیئے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اور چھپتے پر چھاتوں کی ہیں ہیں زیادہ دیکھ

ہو گئی تھیں۔ تینوں اطاوی سادہ پوچھ اپنی میز سے اٹھ کر اس کے تریب اکھڑتے
ہوئے۔ گویا انہیں تے اسے سرفتہ میں لے لیا تھا۔

”پوئیزیا—اول بیا۔“ ان میں سے دیکھ گوران کو گھوستا ہوا بلاتے تھوپیں چاہے
ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر چلنا ہے؟

”عن حق۔۔۔ مفرور۔۔۔ لیکن ان دو توں کو بھی لے چلو۔۔۔ یہ خود فرشتہ ہیں میں؟“

گوران تے احتفاظہ اندر میں کہا تھا میں ایک بے حد تشریف ادمی ہوں۔ یہاں سے اٹھا کر جریہ

کاڑا نہیں نکالی۔

لیپ ریبا کی طرف روانہ ہو جاتا کیونکہ گیری بالڈنی کے مزار کی ایجاد کیسے اور ہر کام بہت

”پیٹ ہیڈ کوارٹر۔“

”ٹیک ہے چلو...۔۔۔ مگر وہ دو توں کے

”وہ بھی جائیں گے“

اور دیکھی ہوئی ہوا تھا۔ وہ تینوں پر لیس کی گاڑی میں سٹرنس دینے کے لئے اسے

گوران نے سادہ پوشوں سے پوچھا تھا اس میں کیپ ریسا کس طرح پہنچ سکوں کا ہے؟“

”یہاں سے اکرنسے چنان ہوتے ہوئے پالا جانا پالا ذمہ فیری کے ذریعہ جزویہ
میڈے سے لینا پہنچ جانا اور وہاں سے کیپ ریسا۔“

”خکریہ آنفیز۔۔۔“

دو توں شکواروں خاموشی سے اسے گھوڑے جا رہی تھیں۔ اس سے زیادہ

اس کے سوٹ کیس کو گھوڑے بھی تھیں۔ جو اس کی چھاتی سے چلتا ہوا تھا۔

”ہیجن کوڈری میں۔۔۔ میں صرف کافی نہ اولیار کی سے نہ پسند کروں گا۔

گوران تے مخصوصی دی لیج کا اور بادا پوچھ کر چونکہ اسے گھوڑے کے

”اس کے خلاف ہوا تو شامنہ تہاری طازتیں خطرے میں پڑ جائیں۔۔۔“

”کافی نہ اوقی طور پر ہبہ بڑے معاملات دیکھتے ہیں۔۔۔“

”میں بھی کوئی معمولی معاملہ نہیں ہوں۔۔۔ اطمی پسند نہیں کروں گا اس سے
کھتر جدیدے کا کوئی آنفیز مجھے اپنا معاملہ تباہتے۔۔۔“

”اس کا تصفیہ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر چوکا۔“

”میں نے اگاہ کر دیا تھیں۔۔۔ اپنے شارے کے خود ذمہ دار ہو گے۔۔۔“

شکواروں نے معنی پیش نظر دوں سے ایک درس سے اسی طرف دیکھا تھا کہ

گوران تے احتفاظہ اندر میں کہا تھا میں ایک بے حد تشریف ادمی ہوں۔ یہاں سے اٹھا کر جریہ

کاڑا نہیں نکالی۔

”تمہاری کاڑی میں لا سکی نیشنیون موجود ہے“ عوران کچھ دیر بعد بولاتے تھم
اسے آگاہ کر سکتے ہو تو تم نے ایک ایسے غیر ملکی کپڑا ابھے ہو جو خود کو تو کاشا کر دیتا
ہے اور رہا رہا است اس سے نشانہ کرنے پر مدرس ہے۔“
”آگاہ اگر...؟“ عینہ بیس پڑتے۔

عوران نہیں لے جائے بولتا“ ابھی مجھ پر کوئی ہوم نایاب نہیں ہو سکا ہے اس
لئے میرا مدد اگر تھی کو کوشش تھیا رہے تھے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے“
نیشن یک بیک سنبھالہ نظر آتے گے۔

پاہیں چیف کے حاملے پر دنوں شواریں کس قدر سراہیں نظر آتے گئی تھیں
بہر حال نہیں تھے اسکی فون پر ہمیٹ کو لارڈ تھرست رابط قائم کیا تھا اور عوران کے کہے
ہوئے الفاظ دہرائے گئے تھے اور فون پر پاہیں چیف سے نشانہ کرنے والا بغور
عوران کی شکل دیکھتا ہوا اکہہ رہا تھا جی ماں جناب... بالکل درست... جناب
یہی حلیہ ہے..... بہت بہتر جناب... - بہت بہتر۔“ اور پھر ریسیور کو
ڈائش بروڈ کے خاتمے میں رکھتا ہوا وہ بھیس انداز سے مکاریا تھا۔ ان کے
درمیان اپنے میں برگزشتیں ہوتی تھیں اور عوران کو اسی انداز میں دیکھتے رہے تھے
بیسہ دنیا کے مشہور عالمیات میں سے ہے۔ شواروں پر نہ جانے کیا گزردی تھی۔
دفعہ مفرادی نئے عوران سے پوچھا۔

”کیا پاہیں چیف تمہیں جانتا ہے؟“

”ماں وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مشتیات کی تجارت میرا پیش نہیں۔ میں
مرف ایک مشائق تاں ہوں۔ ز جانے کئے تقلیل کر چکا ہوں۔ لیکن اچھے میرے

خلاف کرنی خوبست مہیا نہیں کی جا سکتا۔“

”کپاں سے آئے میر؟“

”میں سے بھی نہیں۔ اطاولوی ہیں۔ اس کے باوجود اور دل پتھاری اور
سندھی سعادی سے بول سکتا ہوں“
”میں یقین نہیں کر سکتا۔“
”ٹوٹی امنونام ہے۔“

”تت... تو پھر...؟“

”تم کے لازم لکھا رہا۔ اب چل کر ثابت کرنا۔ اور میرے سوچ کیس میں
اچار چینی اور مرتبے کے نمونے ہیں۔“

”تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟“

”غرض اس تھے کہ تم ہم اطاولویوں کو گندہ اور چور کہہ رہے تھے۔“

”یہ تو بہت بسا ہوا تھا نوجوان نے مفرادی سے کہا۔“

”اوہ نہیں.... دیکھا جائے گا۔ میں اپنی بھی بات پر اٹا رہیں گا۔“

”مفراد... مفراد... پتہ نہیں آج چکل حوالات میں کشمکش کی افزائش نسل
کا ایسا انتظام ہے۔“ عوران سرملا کر لے۔

”بس اب تم خاموش ہی رہ جو یہ مفرادی خڑا یا۔“

”واہ بھتی... اب بھی شرپوں تا۔“

”دے 105 سے چہاراؤں نظریوں سے گھور کر رہا گیا تھا۔“

ہمیٹ کو لارڈ پر دنوں شواریں بیانہ رہا۔ حوالات کی طرف سے جانی گئی
تھیں اور عوران سادہ پوشوں کے ساتھ چیف کے آفس کی جانب چل پڑا تھا۔

”یہ بہت بسا ہوا استاد یا نوجوان نے مفرادی سے بول۔“

”میں تصور نہیں رکتا تھا کہ رہا اطاولوی ہو گا۔“

”مجھے اس میں شبہ ہے۔ نوجوان کچھ سوچتا ہوا بول۔“

”لکھوں ہے“
”اطالوی نہیں معلوم ہوتا۔ ویسے بالکل اطالویوں کے سے انداز میں اطالوی
بولتا ہے“

”لکھا اردو بھی اہل زبان کی سی اردو نہیں تھی“
”یقیناً تھی..... اسی چیز نے تو شے میں مستلا کیا ہے“
”بیرون ہمال ہم نے جلد اسی سے کام لیا تھا“
”ویسے کیا میں ایک بات پوچھنے کی بحث کر سکتا ہوں دوسری استاد۔“
”دوس پوچھو بگئے“

”اس بار تھے شوار سوت کا چکر کیوں چلا یا تھا؟“
”خودی نہیں کہ بات بتا دی جائے“ دوسری نے ناخن ٹککار لیجے میں کہا۔
”آنہ سے تھے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی“
”یہ آندکا انداز ہے میں حقیقت اس کے برخلاف ہوگی“
”میں نہیں سمجھا استاد۔“
”انچے کام سے کام رکھو۔ اسی میں پاری بہتری ہے“
”بھی استاد کی مرثی“ آندھوں سانس سے کر بولا۔
لصفت گھنٹے کے بعد ہمارا بھی اسی طرف آتا رکھا تھا۔ اس کے آگے پچھے دو
سلک پا چیل رہے تھے۔ ہمارے ایک بات میں آسمان کی نورتی پیشی کاہر تباہ
حقاً درد منسے سے دہ اپنی پتلون سنجھاں تجاہر لایا تھا۔ حالات کا دلماڑ کھلاڑ
استندہ حکیل دیا گیا۔

”کیا ازانم ہے؟“
”اگر تم لوگوں کے ساتھ دیکھا گیا مہنگا تو کوئی بھی ازانم نہیں۔ میرے خلاف آج
لکھیے وہی بہوت فرمہ ہیں رکھ کے“
”ہم سے تو ابھی ملک پرچھ گئے ہی نہیں ہوئی“
”ہو گئی۔۔۔ ہو گئی۔۔۔ اب شاید تم ہمایا بلاؤ اسے جاؤ۔۔۔ شوار سوت اونھیہے“
”اوہ پھر سچ پر اس کا بلا دا کا گیا تھا۔ نوجوان دیہن رہ گیا تھا۔ شاید دونوں سے
اٹھ اٹک پوچھ کر کی جانتے والی تھی۔
اٹھ کے جعل جانے کے بعد ہمارا کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ نوجوان اسے پڑے
ہی سے گھوٹا رہا تھا۔ نظر ملے ہی بولنا ”تم اطالوی نہیں معلوم ہوتے“
”اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟“
”لیکن تم پر ایسی چیز کو باور کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو کر تم اطالوی ہو۔“
”اگر اس میں اسے شبہ ہوتا تو باور کرنے پڑتا۔ اس تکم کا کوئی سوال ہی نہیں
انھا تھا۔“
”ہم اختانہ میں گئے تو نوجوان بولنا۔“
”اور مجھے نوجوان کا ششہزادہ ناتا بت کر دینا۔“
”تم دیکھ کر اک تمہاری کسی درگت نہیں ہے۔“
”سوال تو یہ ہے کہ اگر تم دونوں میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہوئے۔“
”تم نہیں ہیں اکبر، چھڑا رہا تھا۔“
”تم بھیں گندہ اور جو شاکریں کہہ رہے تھے یہ۔“
”اس نے تم ایسے ہی بھی۔ اور جیسی بادر نہیں کہا کہ تم اطالوی ہو۔“
”جب۔۔۔ مارتے رہ جو شاکریں تھے کہا در مرتبان سے مپنی نکال نکال رہا تھا۔“

”سوال ہی میں پسیدا ہوتا۔ اچھا اپنا اصلی نام تباہ کر دیں“

”دُوسری ڈیورٹ پالے ہے۔“

”اور مارٹن بخش کا۔؟“

”برکت یہیں ہے۔“

”تو یہ بات ہے... میرے ہیں ملک سے تعلق رکھنے والے میانی ہو۔ میں

”بھر نام بدلنے کی ڈورت کیوں پشی آئی تھی۔“

”آنہا۔ اب چھا تو ہماری تھی۔ اتنی جلد کی قومیت کے بل لی۔“

”ملان نے مرتبان سے چینی نکال کر زبان پر رسمی اور آرائیہ آہستہ آہستہ منہ چلانے

لگا۔

”میری بات کا جواب دو۔“

”اگر تم لوگ مجھے اپنا نے کی کوشش کرتے تو اس جگہ میں کبھی دپڑتے ہیں۔“

”اب ہمارا کیا ہے۔“

”میں کہ انہیں ایک ایک سال کی کامیں لگے ہیں۔“

”اچھا تم بھی۔؟“

”ہاں... ہاں... میں بھی... میں نیادہ ترس کا کہا ہی اخراجات پر گزدہ

رہتا ہوں۔... ہادیت پس اپنی تو۔...“

”کیا انکھاں تمہارے سروٹ کیسیں ہیں۔؟“

”اچھا چینی مربیتے۔... چینی کا ایک مرتبان ستماں تھیں خود ہمیاں نے سالوں نے۔“

”یہ تو کوئی برم نہ ہوا۔“

”جس کے ایس کی ایک شیخی خود امہنون نے میرے سوٹ کیسیں میں ڈال

دی تھی۔“

خانم روحان کے منہ میں پافی آئنے لگا تھا۔ اس نے فرش پر تھک کی پچھا کاہی بڑی

اور دوسرا طرف دکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد مہر آدمی والیں آیا۔ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ گرفن کی طرف دکھنے

کر رہا تھا۔ سب قہباری حركت ہے۔

”اگلے... کیا مطلب لا۔ مل ان ہر کھلایا۔“

نو ہوں آدمی کی ہماری تھی۔ سلچ پا ہی اسے ساختے گی۔

”کیا اسی طرف تہباری قومیت بھی جا پہنچئی تھی تھی۔“ مہر آدمی نے چھاڑ کھانے

والے لیے میں کیا۔

”اگلے... کس طرف۔؟“

”غاموش رہو۔... میں سب سمجھتا ہوں۔“

”پار میں نے تو صرف ہے اپنا تھا کہ اگر اپنا نام عبد القادر س بتاتا ہے تو اس

کی ہے بیجان ہوگی۔“

مقرر آدمی لاں بھجو کا ہو کراس پر جھپٹ پڑا تھا۔ مل ان ایک طرف بنتا

ہوا بولایا۔ اگر قدم عبد القادر ہی ہو تو وہ ملٹن ہو گئے ہوں گے۔ تاکہ کھانے کی کیا

منورت ہے۔ اس نے اپنا نام مارٹن بخش بتایا تھا۔ دیکھو اب وہ کیا نکلتا ہے۔“

”سلو جھپٹ آدمی! تم اُنرا سے کیا پیٹی پر عطا آئے ہو۔ وہ کہہ رہا تھا تمہارے

پاس پورٹ جبی مسلم ہوتے ہیں۔“ تم اس ملک کے نہیں ہو جس کے پا پورٹ

پر آئے ہو۔“

”تم بتاؤ گے عبد القادر۔... اور...“

”غاموش رہو۔“ چار سے نام مندرجہ مطلع میں لکھن ہم اسی ملک کے باشندے

میں ہیں کے پا پورٹ پر آئے ہیں۔“

"اچھا تو یوں پھنس گئے" مقرر آدمی نے تہقیقہ لگایا۔

"سوال تو یہ ہے کہ آخر قم دونوں نئے مجھے کیوں الجھانے کی کوشش کی تھی؟"

"ابنی طرف سے ان تینوں کی توجہ مبارکہ کام کرنا چاہتا تھا۔"

"خداہ میری گدن بی کیوں رکھ جاتی تھی؟"

"تو یہ خدمت کے لئے تربانی دینی ہی پڑتی ہے؟"

"ہائی... ہائی... یہ تم اتنی روانی سے کیا بول گئے؟"

"شوار سوٹ پہن کر اسی لئے تو گھوم رہے تھے کہ ابنی طرف کا کوئی پھنس جاتے؟"

"خدا کے پندے وہ تو یہ خدمت والی ہات..."

"پڑو سی ہلک سے گام بڑھ اور مذک اور ہی ہے۔ چاری چرس کو کام بنا دینے

کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے کام کرنا ہے ہیں۔"

گران کی انھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ تو یہ خدمت کی نئی شان تھی۔!

اتے میں لوگوں کی بھی دلپیں دلگیں۔ وہ بھی فحصے والی جھصوکا ہجرہ تھا۔

"حد ہو گئی۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔" اس نے مقرر آدمی کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"سب اس کی شیخیت تھی۔ یہ نبات رنا چاہتا تھا کہ چاری قویت وہ نہیں

ہے جو پا سپورٹ میں درج ہے اور چارے پا سپورٹ جملی ہیں۔"

"کیوں ہے۔؟" وہ آنکھیں نکال کر دیا۔

گران نے سعادتمندات انماز میں سرکو انباتی جنیش دی۔ اور وہ پا گلوں کی

طرخ اس پر گڑت پڑا۔ تیکھا ہر ہے کہ پہنچی ہمیں پہنچے میں پٹ سے فرش پر کامیاب ہو گئے

گران میتھی کے مرتبان سمیت دو کھدا مسکارا رہا تھا۔ اس کا میر ساقی بھی گھوڑا

تھا کہ گران کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن شیک اسی وقت دو سلحان کا گرد و روازہ کھوں

کافر دخل ہوتے تھے۔ انہوں نے رائفلوں کے کنڈے مارنا کر دنوں کو گران کے پاس

سے پڑا دیا اور اسے اپنے ساتھ نئے حوالات سے باہر آگئے۔ دنوں پیغام پیغام راستے کا لیاں دے رہے تھے۔

"چیف اپ کے بختیریں جناب! ایک گارڈ نے بڑے ادب سے کہا۔ گران
لے چینی کا مرتبان تھا اور اولیاری کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

کاوش اور اولیاری میں میتھیو ٹالی کے ایک تدبیع معزز گھر تھے کافر تھا۔ اکستروڈ
میں گران کا کام فیورہ چلا تھا اور غالباً اس کی روگ رک سے بھی رافت تھا۔

"شاید تم نظری کی غرض سے آتے تھے؟" اس نے گران کو گھر تھے پورتے کہا۔
لیکن حادثات میرا بھی نہیں گھر تھے۔ وہ دنوں میر سے بھی ہلک

تھنک رکھتے ہیں۔ کرچین میں۔ میرا خیال خلط تھا۔ وہ یہاں تو یہ خدمت انہم
دیتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"پڑو سی ہلک کا گنجہ چاری چرس کو جنگت دینا چاہتا ہے۔"

"صلح کر کہو۔ بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"گانجہ۔۔۔ چرس سے بھی ستابنگ ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ تباہ کرنے
وہ ہمارے پڑو سی ہلک سے یہاں پہنچتا ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ آخر قم لوگ ہمارے پیچے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"ہم ساری دنیا کی جھلکی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ

کامن میں یونٹو تو اعلیٰ تحریکی خراب سے دل بہلاتے ہیں بے چارے

اوٹو بائی گیئر سے چرس پیٹھی کا بھی حق چھین لینا چاہتا ہے۔ اس نے ہم ان فریوں
کے سے چرس بھوڑاتے ہیں۔ اور چاراً خود سی ہلک کا گنجہ گھوڑاتا ہے۔ کامن چرس

سے ستا ہونے کی بنا پر اپنی کھلت میاں بیمان لگاتا ہے۔ اس نے چرس

کے لئے نہ نظریہ۔ اگر تم جا ہو تو ان دونوں کو گابنے کے سلسلے میں انفارمر بھی بننا
شکتے ہو۔

”میں پچھس اور گابنے دونوں کو جنم، رسید کر دوں گا“

”ش..... ش..... نا..... اس مٹلے پر سنجیدگی سے خود کرو۔ اگر تم جا ہے تو تمہارا
اطلی تمہری شرایبِ غفور نہ رہیں تو عالم کو گابنے اور پچھس کے ہمیں ایجاد کرنے کا تباہ کو

”اپ سیاست بگھارو گے“ اولیاری میں پر ماخذ کر بولنا۔

”سردی و نشا میں شراب اور جوس کے درمیان کش کش پائی جاتی ہے۔ اگرچہ
کونٹ نسبت ہو جو تم سبب ڈوب جاؤ گے“

”میں اپنے ملائیت میں منتیات کا تجھ تا انہی کا دلبار ہو گز نہ ہونے دوں گا۔“

”تمہاری مرضی! میں نے تو تمہیں دعویٰ کی ہات تباہی ہے۔ انہیں پچھس
اور گابنے میں گو باسپنے دو۔ درست ان کی صحت مندی ایسا بھی ایک انقلاب لائے گی

کہ تم تصدیق بھاپنیں رکھتے ہیں و با سرمایہ دار کمپنی کی پھیلانی ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود
مضبوط کرو۔“

”وہ نامہ مت چانو میرا۔ بہت اچھا ہو اگر تم آگئے۔ اس سلسلے میں تمہیں ہمیں
مد کرنے پڑے گی“

”ان دونوں کو انفارمر بناؤ۔ پچھلے گابنے کا تعلق تجویز کرو۔ بعد میں پچھس کی گردان
بھی ازادیا یا۔“

”تم طیل کیتے ہو۔ جسے ہبہ کرنا چاہیے“

”گران نے اسے اپنی ان دونوں سے گفتگو کی تفصیل بتا کر کہا تھا۔ وہ تمہارے آدمیوں
سے پہنچا چھڑا کر گابنے فروشوں کا تعلق کرنا چاہیے تھے۔ اسی لئے مجھے الجانتے
کی ارزشیں کی تھیں۔“

”کام کے ادبی معلوم ہوتے ہیں۔ اولیاری کچھ سوچتا ہوا بولنا۔“

”اچھا میں تو چلا اگری بالدی کے مزار پر حاضری دینے ہے۔“

”بیٹھ جاؤ! اتنے دونوں بندیے ہو۔ اس سے اکثر تمہارے ذکر سے رہے ہے۔“
مل کر بے حد خوش ہو گی۔ اس سے اکثر تمہارے ذکر سے رہے ہے۔“

”ایچار میٹنی اور مر بیتے اسی کے لئے تو لایا تھا۔“

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ ان کی شوئین ہے ہے۔“

”پرد فور منے کھا تھا۔“

”اچھا وہ بدماش۔ اس سے بھی بہت دونوں سے ٹھانات ٹھیں ہوتی۔ آج بھل
بسیلی میں بے خاند۔“

”اس کا موہاں بھلی کے تیل کا کارخانہ اچھا خاصا چل رہا ہے۔“

”میں تم سے پہلے کہتا تھا کہ تیارت کے ملاواہ اور کچھ ٹھیں ارس کے لام۔ ارس سے
بانی تم کیا رہے ہو۔“

”مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کروں۔ ابھی میرا اپ زندہ ہے۔ خوب کاتا میے میرے
مشت کے لئے یا۔“

”یہ کیا بکار اس ہے۔“

”پھری طرف باؤں کی زندگی میں اگرچہ ہاتھ پری بیانیں تو اپ برا مان جاتے ہیں۔“

”مت بکار اس کرو۔“

”خط لکھ کر کچھ کرو میرے بآپ سے۔“

”وہ اب بھی دائرہ لڑکوں میں اٹھیں ہیں۔ ہیو رو کے؟“ اولیاری کئے پوچھا۔

”اور مرستے دھمک رہیں گے۔ ابھی ان کی سحری کیا ہے۔“

”تم جیسے تھے اب بھی دیسے ہی ہو۔ شادی وادی بھی کیا ہمیں یہ
کون خادی کئے گی ایسے سے جس کا باپ بھی انہوں ہوئے ملے۔
”چلوا مٹو۔ گھر جائیں۔ تمہیں میرے ساتھ ہی قیام کرنا پڑے گا۔ اگر کسی
ہوشیں میں ٹھپتے تو مٹکلو یاں تو لو کر بلوادیں گا۔“
”ان دونوں کا کیا ہو گا؟“
”قیامتیں نہیں۔“
”ٹھیک ہے۔ چلو۔“

اویسیا ایک پنچھے بہنسے والی گڑی یا سی عورت تھی۔ عوران سے مل کر بے حد
خونخواری اور اپنے شوہر کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔ یہ بالکل دیسے ہیں جیسا نقش
تم لے کر منیجا تھا۔

”صدرت پر درج ہاتا۔ بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اندن میں مکار اس کا گروہ اسی
لئے توڑا تھا۔ مدد سلاٹ لینڈر یا ڈرالوں کو دانتوں پیشے آگئے تھے۔
”یقین میں آتا۔“

”اوفاہ چے ستر۔ یہ تمہارا اویسی اول درجے کا جھتر ہے۔“
”کیوں؟“ وہ اویسی کی طرف مردی۔

”اس کی باتوں میں تھا۔ اس کا باپ اپنے کمک میں انشتمیں بیویوں کا دائرہ بڑیں
ہے۔“

”اوہ۔ اور تمہاری خلکل اسی ہے۔ وہ عوران کے چھپے کے تریب انگلی
پیارتھی تھی۔ اور عوران بھی امتحات انداز میں ہنس پڑا تھا۔
”انہیں موٹیکا سے مزدود ہوتا۔ دونوں بہت خونخوار ہیں گے۔“ اویسی بولی۔
”اب تو ما تھرا ہا ہے۔ لیس تم دیکھنا۔“ سی دلگت پڑتا ہوں گا۔“ اویسی نے
ہائی آنکھوں پر کہا۔

”مرسی مل گاؤ۔“ عوران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”مونیکا کورات کے کھانے پر بلوایا“ اولیاری نے ہجوئی سے کہا۔ پہنچ میں سیانو
میں رقص رہیں گے۔ پھر واپس اکر کھانا لاحا میں گئے۔

”اوڑ... رقص کر گے“ ملان ہر خلاپا۔

”کیدن... کیا تم ہمیں کرتے؟“

”سب بھول بھال گیا۔“

”ہم یاد دلائیں گے۔“ تم مونیکا کو پسند کر دے گئے اولیاری اولی
و دیکھوں کا ونش اولیاری میسینتو و نیرہ و نیرہ۔ میں ایک تنبہ آدمی
ہوں۔ سوسائٹی میں بہت کم مودو کرتا ہوں۔ کہیں لوگ مجھے تو زکر کہیں مجھے پھیں۔“
”جب ہم دونوں ہی سمجھ رہے ہیں تو دوسروں پر ہمیں کیا استراض ہو سکتا
ہے؟“ اولیاری چپکا۔

”اچھی بات جھے“ ملان نے ٹھنڈی سانس لی۔

اوڑ کر کاڑ بڑ دنائش میں اپنی بیوی سے بولا۔ تم دیکھنا کسی خاص و معنی
پر ناچتے تاچتے اپنے موشن انیجاد کر دیجئے گا اور دوسرا نے تاجنا بھول جائیں گے۔“
”اچھا یہ کاوش کی آنکھیں جھرتے سے پھیل گئیں۔“

”اور پیارے کاڑ بڑ! مجھے دنائش بھی آتی ہے“ ملان نے سمسی
صورت بنار کیا۔

”تم نے دیکھا،“ اولیاری نے دونوں ہاتھ اٹھا اکر تقبہ لکایا۔ میں تمہیں یہی
دکھانا پاپتا تھا۔“

”واقعی ناقصی ہوں“ وہ ملان کو شرارت آمیز نظر وہ سے دیکھتی ہوئی بولے۔

”مونیکا بھی کیا یا درکرے اگی؟“

”ابس تم اسے فون کر دو۔ آج بھی تفریح ہوگی“ اولیاری ملان کے شانے

پڑا تھا دارکر بولا۔“ تھبڑی عبارت کا وقت تو ہمیں ہوا۔

”بیج سوچنے نکلتے سے قبل“

اور پھر دیکھ رکی اپنی بیوی کو اس کی عبادت کے بارے میں بتانے لگا تھا۔

”اچھا و توت کے گا۔ وہ ہمیں پڑی۔“

ملان انور کی طرح ادا س بیٹھا تھا۔

پھر او لیڈری وہاں سے چلی گئی تھی۔ اور او لیڈری سمجھی گئی انتہا کر کے مولن
کو پنور دیکھتا رہا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔“ تقدت

تھوڑ پر مہر ان معلوم بوقت ہے کہ تم اس طرح اپنے بیان پہنچ گئے۔“

”اوہ جو۔ تو کیا کسی دخواری میں ہوئی۔ ملان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو اپلا۔“

”یہی بات ہے پیارے۔ اور میرے باقاعدے ہوتے ہیں ہیں۔“

”میں ہمیں سمجھا یا۔“

”سارو ٹھیکیں منشیات کی ناجائزیت کی پشت پر یہی طاقتور سیٹر ہے
اسناقا تقدت ہے کہ پریسینڈٹ کو بھی اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور مجھ سے خاندانی

اکو کو اس تھاں پر ناواب کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ خیال اس کی تو کوئی بات ہمیں
کل پھر ادا نہ تھا آج اس کا زمانہ ہے۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا کہ

تافون پانٹے والے خود ہی تافون شکنی کے مرکب ہوں۔“

”تو پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“

”پڑس فروٹس!“

”مگماں تو ہمیں کھا گئے۔“

”میری ایک اسکیم ہے۔ اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی ہیں۔“

”نوٹے گی۔“

"مئی پلید کر دی تم تھے میری۔ غائب آتم یہ کہنا چاہتے ہو کر میں اس گزدہ کے سرفراز کی سنتیت سے قبہا سے تصاہب نادے سے مکار جاؤں ॥"

"پلود خود مجھے یہ میکھد نہیں تجویز پڑی مینیں کرنی پڑی۔ تم خود ہی سمجھو گئے ॥"

"تم چاہتے ہو کر تم عرض تماشی بخے رہی۔ اور اس تصاہب نادے کے لامساوا ہو چاہتے ॥"

"تم ہر سے خیالات پڑھ رہے ہو میران ॥"

مقاتل بنانا چاہتے ہو مجھے ॥

"انسانیت کے مفاد میں سکھارس کس کے ٹھوٹن فتا ہوا مختا ॥"

"ہوں اون نیز وچین گے ॥"

"ابتداء اس کے چھوٹے موٹے اڈے سے اردا۔ اور پھر اس جگہ تک جای پہنچا جہاں منشیات کا ذخیرہ کیا جاتا ہے ॥"

"کیا تم اس جگہ کی فتح نہ ہی ارسکو گے ॥"

"لیکن مہیں۔ لیکن اس کی جھانت مار سکوں گا کہ اس تصاہب نادے کی طرف انکلی بھی اٹھا سکوں۔ یہیں کہ اس کے خلاف کچھ بھی نیات مہیں کیا جاسکتا۔ البتا اس کی موت کے بعد سارو زینیا کی پویں عالم کو اس کی کہانی مزور نہ کلے گی ॥"

"غائب اخاء سے پنکھا مون کے بعد اس کی موت چاہتے ہو ॥"

"بالکل بھی بات ہے۔ تم تو اب زیادہ دراں ہو گئے ہو ॥"

"و پھر پیٹھے۔ معاطل خطرناک ہے فرا سوچ کر ۔۔۔ سمجھ کر ۔۔۔"

"میں تو مہیں ہوں سمجھ کر ۔۔۔ اولیاری کا مکھن کمال کرو ۔۔۔ تمہارے دہ دنوں اوری اسی کا فصلہ ہنیں رکھتے کہ ان کا تقدیب پوسیں کر دیا ہے یا سینٹر تصاہبزادہ کے آدمی۔ لہذا مہتوں نے دیسا لباس پہنچا شروع کر دیا ہے میہارے بیہاں کے بیاسی

"مکی اسلیم ہے ॥"

"اہمی نہیں بتاؤں گا۔ دو میں دوں میش کرو۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔"

تمہارے ٹک کے دوں اسکلکر اس خوش نبی میں مبتلا ہیں کہ ان کا سالقہ تمہارے پلود سکی ملکے اسکلکر دلوں سے ہے۔ ایسا نہیں ہے پیارے بالا بنے اور جانوروں کی سر پرستی دہی سینٹر کر دیا ہے ॥"

"اڑے دوں جنم میں جائیں یا میران سر پلاک بولوانہ کی تم سمجھتے ہو کہ مجھے اپنی پرس سے دلپی ہے ॥"

"کاؤٹ میسینٹو۔۔۔ پانیز ۔۔۔"

"ہنلوں جنمیں پیٹ بھر دیتی نیسبت ہیں وہ سستے نشوون سے اپنی تبریں کھو رہے ہیں۔ اسی تصاہب نادے کو حرف اس سے دلپی ہے کہ سو نظر لیندہ کے بیک اس کی کمائی سے بھرتے رہیں ॥"

"و اتفاقی تصاہب نادے ہے ॥"

"یقین کرو۔ اس کی بھی ذمہ داری روزانہ سیکلودن کو تبر میں پہنچا رہی ہے ॥"

پندرہ سو لے سالی کے بچے بھی سستے نشوون کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ دن بھر میں جتنا کماتے ہیں۔ اس کا بیشتر حصہ منشیات پر حرف کر دیتے ہیں اور نشک روئی کے لئے پاتی میں بھکار بھکار حلق سے اتارتے رہتے ہیں ॥"

"بڑا بھی انکا انتقام لیا ہے۔ شرق نے مغرب سے ہے ॥"

"اڑا شے لئنگی پر۔۔۔ اڑے اولیاری کا دل پوری انسانیت کے لئے دکھتا ہے ॥"

"تہ تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑھے گا۔"

"سچوکل کیا کر سکتے ہوں۔۔۔ تمہارے ٹک کے اسکلکر کو رہا کر دوں گا۔۔۔ معلوم کرد کہ ان کے ساتھ اور لکھتے آدمی ہیں۔۔۔ ایک گزدہ ترتیب دو۔۔۔ اور ۔۔۔ اور ۔۔۔"

لیڈر عام طور پر پہنچتے ہیں لیا۔

”میں سمجھ رہا ہوں ... کہتے چلو...“ میران سر جلا کر بولा۔

”وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ تھا قب کرنے والے حقیقتاً کون ہیں۔ اسی لئے تم سے لجھے تھے... اور انہوں نے معلوم کر لیا۔“

”تو تم سب کچھ اگلوالا اُن سے ہے؟“

”قطیٰ ہیں۔ میں نے اس موضوع پر فکر کیا ہیں کی۔ میرا اپنا انداز ہے؟“

”درست ہی معلوم ہوتا ہے؟“ میران نے پر شوشیش لیے میں کہا۔

”اب تک ان کے کئی آدمی بارے جا پکے ہیں۔ اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تمہارے

پڑھی حکم کے دعمن میں ہو گئے ہیں۔ اسی لئے ان میں اتنا بروش و خروش پایا جاتا ہے؟“

”ہاں پاؤ میں سمجھ رہا ہوں یا؟“

”اب غالباً تمہیں راہ مل تھیں کرتے میں کوئی دشواری میں نہ آئے گی یا؟“

”تمہارا پسے بارے میں کیا خیال ہے؟“ میران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولتا۔

”میں ہیں سمجھا۔“

”کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے آفس میں سینیٹر کے آدمی نہ ہوں گے؟“

”میں ان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور منتظر رہتا ہوں یا؟“

”گلڈ۔“

اویاری خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ میران کسی لہری سرچ میں ڈربا پڑا تھا۔

مونیکا بھکی تائپ کی ایک خرالصورت روکی ثابت ہوتی۔ اویاری کے مشرے پر اس کا تھارٹ خمال کے یہی خاش بدش خلکاری کی حیثیت سے کرایا گیا تھا اور وہ براسامنہ بن کر بولی تھا۔ مجھے ایسے خاش بدش پسند ہیں جو اتنے مہبب ہو گئے ہوں۔ اس ریمارک پر میران نے اعتماد انداز میں دانت نکال دیتے تھے۔ کچھ بولا نہیں سمجھا۔

”اس کے باپ نے اسے اکسفورڈ میں تعلیم دوائی تھی یا اویاری بولا تھا میرا کلاس نیکو تھا۔“

”اب بھی شکار کھیتے ہو،“ مونیکا نے پوچھا۔

”کیوں نہیں! اسی پر اسراحت تھے۔ اور تینی لوز کا کوئی نہ ہو۔ اسی سے زیادہ کھلتا ہوں یا؟“

”ذرا اپنی مادری زبان تو سناؤ۔“

”مان ہوتی تو مدد رہتا۔“ وہ سری خواتین کے ساتھ مادری کو سمجھتے ہوئے خرم آتی ہے۔“

”تم جھوٹے ہو۔ اویاری! یہ خمال کا خاش بدش نہیں ہے۔ تم مجھے لمبے تو فون بناتے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہ بے چارہ تو کسی بے حد شاشتہ پادری کی

اویار معلوم ہوتا ہے۔“

وقد تھے میران نے در دلائش میں ہر قبیل جھنگلے دارالعلومی بولنی شروع کر دی۔ وہ کہہ رہا تھا: "ایجھے غصہ دلا رکی۔ درستہ تیری ماں قبر میں روتے گئی ہی سی رانق غصہ کی گواہ نہیں اٹھتی۔ سفید چھپڑیوں کے جھنڈے کی تسمیہ میں بہت برا کردی ہوں" اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ اور دنارہ کی دشی درندے کے دبانے سے مشاپن نظر آئنے لگا تھا۔

دلفون خور تین کا نپ کر رہا گئی تھیں۔ اور اولیاری کے چہرے پر بھی ہوشیں اڑتے گئی تھیں۔ اور پھر اس نے سنبھالا لیا تھا۔ میران کا بازو بکٹا اور اسے دوسرے کرسے میں سے آیا۔ اور اب اس کے چہرے پر فخر پڑھتی تو پھر ہی بیلی سی چاقت کا سماں طاری تھا۔

"مکارا غلطی!" اولیاری اسے گھوسرد کھا کر بول۔

"پھر کیلئے تسلیم کس طرح یقین دلتا کر میں سروار لوگوں نام کا بیٹا ایک بیٹا دوسرا سردار لوگوں نام کا بیٹا چون۔"

"ارسے نام بھی رکھ لیا اتنی جلدی۔"

"ایکھی تھوڑا ہی پیدا ہوا ہوں۔"

"سوال تو یہ چہ کہاب عورتوں کا مود کیسے ٹھیک ہو گا؟"

"خود ہی ٹھیک کر دیا جائے!" میران نے لابدا ہی سے کہا ہی یہ مونیکا بہت عقلمند معلوم ہوئی۔

"میں نہیں سمجھتا۔"

"آخر تمہارے سے میان کی تصدیق کرنے پر کیوں تل گئی تھی؟"

"بھلکی ہے۔"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"ارسے ایکھی دس پندرہ منٹ چیڑے تو تم طے ہو اس سے۔"

"دس بیس سال سے جاتا ہیں الیسی عورتوں کو۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ قصاب نادے نے تمہاری زیرگی کا کوئی خائز خالی نہیں پھرڑا ہے۔"

"یعنی کہ۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔"

"کہ سے جان پھیلان ہے اس روکی سے۔"

"خاید پھٹپے سال کی بات ہے۔"

"اور تمہیں کب سے میتھا ہو رہا۔"

"ٹوپڑھ سال سے یا اولیاری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولتا۔" مجھے زیادہ الحسن میں نہ ڈالو۔"

"چیڑے تھے می تھی یا اولیاری سے۔"

"اولیاری سے۔"

"بے در چالاک معلوم ہوتی ہے۔ درستہ ناست تمہی سے مل بیٹھنے میں کیا تباہت تھی۔ اب بھی خاتے چھوٹ گئے ہو۔"

"میرا موڑ بھی پرد پڑ کر دیا تم نے۔"

"اپ سمجھا۔"

"کیا سمجھے۔" اولیاری چھاٹ لختے والے بیٹے میں بولا۔

"یہ کہ تم درلفون اس سے اس حد تک ہے تکلف ہو گئے ہو کہ اپنی آنکھیں بھی

نکال رہا سے سانتہ ڈھیر دیتے ہو۔"

اولیاری کے اپنا پنچالا پورت دبایا تھا اور اس کی پیٹاں پر سلوٹیں

۴۲
مُرَان سِيرِ بَر
”میں تو چھیشہ ممتاز طربا ہوں“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولنا لیکن اولیریا
کے بارے میں کچھ نہیں پہر سکتا۔“
”اویوریا کو علم ہے تھا اسے کہتے کا کیوں؟“ مُرَان نے اس کی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ بھلائی پنی الجھیں اور کے بتاؤں گا۔۔۔“
مُرَان نے طویل سانسی اور دروازے کی طرف دیکھتا ہوا بولوا۔۔۔ بہر حال اب
اویوریا کو سمجھا دو کہ میری خاتون بدش و الی شہنشیت برقرار رہنی چاہیئے۔۔۔ ایسا شہزاد
وہ کبھی باتوں کی رو میں اصلاحت اگلی بیٹھے۔۔۔
”خداوندنا...! کیمیں اس نے تھی دیر میں اگلی ہی دن دیا ہو۔۔۔“ مخفی مونیکا کو
مٹھن کرنے کے لئے۔۔۔ تمہاری اصلاحت بتادی ہو۔۔۔ اسے یہ بادر کرانے کے لئے
کہ وہ صرف نمائی تھا۔۔۔

”جالون کھکھا تم دنون ہی بہت متعیند ہو۔۔۔“
اویاری چلا گیا تھا۔۔۔ مُرَان موت پر نیم دن از ہم گلایا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اویاری
والپس آیا اور بولتا ہے نہیں! اویوریا نے فتحیہ سباد سے میں کچھ نہیں کیا۔۔۔
”مٹھکے! اب چل دیں ناریں ہوں۔۔۔ اس سے معاشری ہاگ لوں گا۔۔۔“

”یہچہ مناسب معلم ہوتا ہے۔۔۔ اویاری جلدی سے بولنا۔۔۔“
مُرَان نے لاپرواہی سے شاون کو مشین دی۔۔۔ اور شٹک روم میں خاپیاں گلیں
”سینوریا! اس نے مونیکا کے سلسلے کی تدریج ہوا کہا۔۔۔ کبھی کبھی میری لگن
میں ان قدمیں چڑھا ہوں کا ہبھنچنے لگتا ہے۔۔۔ جنہوں نے میزو والیا تھا۔۔۔ وہ شمال
ہیکا آئتے تھے۔۔۔“

”تم ایک حیرت انگیز ادمی ثابت ہوئے ہوئے دہنیں کربولی۔۔۔“ تم سے مل کر

”تو شیخی۔۔۔ مجھے ایسے ہی لوگ پسند میں ہو جو بیک وقت دندست ہیں ہوں اور مہینہ بھی
ٹھکری! میں تو سماں تھا کہ آپ مجھے کبھی معاف نہ کریں گی۔۔۔“
”مونیکا بڑی فرخانی ہے۔۔۔ اویوریا جلدی سے بول پڑی۔۔۔“
”سوال تو یہ ہے کہ ہم ہیاں کیوں جھکاں مار رہے ہیں۔۔۔ مریاں تو کیا کیا دھی؟“
اویاری نے کہا۔۔۔
”خودر... خودر... خودر...“ چلوا ٹھوڑا مونیکا تھے اولیریا کو مناطق کیا تھا۔۔۔
مرسیا تو کاریکر میشن ہال میکی موسیقی کے سیالاں میں پہنچا جا رہا تھا۔۔۔ سلووشن
والا رقص جاری تھا۔۔۔ اویوریا اور مونیکا لاڈ بیخ میں جامبھی چھیں۔۔۔ اویاری نے مُرَان
کو لوگ سے جو کاریکر اولیریا سے رقص کی درخواست نہ کرتا۔۔۔
”کیوں؟ کیا میرے جنم پرا ہٹے اگ آئے ہیں؟“

”یہ بات نہیں! مونیکا کو سے جاؤ۔۔۔ اچھا اخیر پڑے گا۔۔۔ اور مجھے اویوریا سے
لٹکنکوئے کا موقع بھی جانتے گا۔۔۔ دراصل تمہارے خیال دلانے سے مجھے کچھ
بے چینی سی ہو گئی ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مونیکا اس سے اب تک علیحدی
میں کس تکمیل کا تین ارتقی رہی ہے۔۔۔“
”ٹھیک ہے۔۔۔ میں سمجھ گیا۔۔۔ مُرَان نے سر جلا کر کہا۔۔۔“

پھر اس نے مونیکا ہی سے رقص کی درخواست کی تھی۔۔۔ جو فوراً چبوں کر لی
گئی وہ رقصوں کی بھیزی میں آٹے۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہ کر مونیکا بولی۔۔۔ زندگی میں
پہلی بار مجھے عروس ہو رہا ہے اور کوئی مرد میرا ہم رقص ہے۔۔۔
”پہلے تم نے اس طرف توجہ ہی نہ دی ہوں۔۔۔“ مُرَان بولا۔۔۔
”یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔“ اس طرح سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔
مُرَان نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

میکوں۔ کیوں؟“ اس کا شاندہ دبکر بولی،“ کہیں مجھے کہ کر گزد پڑنا یا

”مجھے بھی تم سو فیض عورت ملگ رہی ہو“

”تو آنکھیں کھوؤنا۔ تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اور عام حالت میں

تم مقصود اور سادہ لوح لٹکتے ہوئے“

”شکر! تمہارے جسم کی آپنے مجھے پھٹالائے دے رہی ہے؟“

”چوکچوک دیر کے لئے کسی رانچر بھرپور میں رکھ دوں ٹاؤہ تڑے سے بولی اور
ملان شنس پڑا۔“

”بیٹھ دزدیں اور نامزد جواب بھی ہوتا۔“

”مجھے اپنے بارے میں بتاؤ!“

”اپنے بارے میں لکھا بتاؤں۔ میری ازندگی میں انفل اور سفید بھیڑیوں کے

ملاوں کچھ بھی نہیں برف پوش چڑاؤں پر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوئے ہوں یا

”لکھ پچے ہیں؟“

”میں خود ہیں ایکیا پچھے ہوں۔ شادی کہیا ہوئی ہے ابھی لے

”کہیں نہیں کی ایکیا جعل شادی؟“

”بڑھلپے میں کروں گا جب تا تھرپر تھیں گے۔ کسی ایسی بڑھی ہیوہ سے

کروں گا۔ جس کے کمزکم تین عدد ہوں پیٹھی بھی ہوں اور میرے لئے قتل کار کر سکیں یا

لاسکیں یا

”بہت چالاک ہو! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور اس حد

تک مہذب پور جانتے کے باوجود بھی تم اپنی رعایات سے اس طرح چلتے رہوٹا۔“

”کوئی دوسرا پیشہ آتنا منفرد بیٹھ نہیں چھے!“

”بہتر سے پیشے یہیں ہو منفت بخش بھی ہیں اور تمہاری دلادری کو بھی زنگ بھی

ہٹیں گے دیں گے؟“

”مجھے تو ایک بھی ایسا پیشہ نہیں ظہر آتا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد تمام دراثت منحاوں“

اور اسی کوشش میں بیٹھ رہو۔ پستہ نہیں کیوں میرے باب نے مجھے اعلیٰ تعلیم

دواخی تھی؟“

”تم نے پوچھا نہیں؟“

”کس میں بھروسہ ہے کہ اس کے ساتھ زبان کھول سکے۔ پہنچو نجواز کوئی

بچے تمہارا راست اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی حرارت نہیں کر سکتیں گے۔“

”خاید کچھ دیر تبل اس کی ملکی سی جھلک دیکھنے پڑی ہوں یا؟“

”اودھ جب مجھے غصہ آگیا تھا یہ ملائکہ کھانی سی نہیں کے ساتھ بولا۔ پھر وہ

لاؤ بچے میں آپنی تھے۔ مشروبات کا درخواست ہما تھا۔“

”اور سے تم شراب نہیں پیتے یا مومنیا پر ٹکر کر فوٹی۔“

”شراب سے مجھے نسل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں نے منع کر دیا ہے۔“

”اس حد تک مہرباں ہو جانا بھی درست نہیں یا؟“

”کیا کیا جائے محنت کا معاملہ ہے؟“

”کاؤ نٹ اٹھا رہا درست دنیا کا آٹھواں جو بہرہ ہے؟“

”میں بھی یہی موس کرتی ہوں یا اولیو یا بولی۔ اولیاری اس ریمارک پر غافل

ہی رہتا۔“

”تم کچھ سست نظر ارہ سبھے ہو خلاف مددوں گے۔“

”نن..... نہیں..... ایسی کوئی بات نہیں! دراصل تو کوئی سے مرغوب ہو گیا۔“

”ہوں یا اولیاری کا بولنا۔“

”اگر یہ بات پہنچے بیج ہی رخصت ہو جانا چاہیے۔“ ملائکہ نے خندہ دی

سافر کے کرکٹے۔

"اپنی بھری کے مختار تو نہیں ہوئے اولیویا بول پڑی۔

موزیکا نے اتنی ہی پی تھی کہ طوفانی رقص کے لئے جسم میں گزناہی آجائے۔

مoran کو بھی ترشیب دیتی رہی تھی۔ پھر تیز موسمی شروع ہوئی تھی۔ اب تہذیب

ہی سے امہان میں تیری تھی۔ طوفانی رقص شروع ہوا۔ Moran تھوڑی دیر تک اپنی

وگوں کے سے انداز میں رقص کرتا رہا تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنے موشن دینے

شروع کئے۔ مونیکا گلہ بڑا لگی۔ لیکن پھر اسے اندازہ چھوڑا اس کے یہ نئے موشن

موسلقی کی حدود سے باہر نہیں جا رہے۔ اپنادہ تو اپنے ہی طور پر بنا تھی رہی تھی لیکن

Moran نے وہ بھٹکاڑا لالا کو دوسرے ناچنچا پھوڑ کر اس بولے کے گردادہ پاہار

کھوٹے ہو گئے۔ پھر ایسا نہ تھا۔ لئی موری کیسے بیل پڑے تھے۔ سو اٹھی میکینیز نیز

کے ذوق گرا فریز کیسے سبھلے ہوئے ان کے دلیں پائیں پچار گاتے گئے تھے۔

مونیکا کی باچپنی کھلی پڑا رہی تھی۔ ادھر اولیاری اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا

"وہ دیکھو! ہو گئی کوئی سرگات۔ اُڑ چل کر دیکھیں۔ اس کے ملاوہ اور کوئی نہیں

ہو سکتا۔

اویویا بھی تھاریاں مار قی جوئی اٹھی تھی۔ ادھر Moran نگ جمارہ بنا تھا زیر

قبقہ کارچا تھی۔ اور اپنے ہی انداز میں رقص کئے جا رہی تھی۔ لیکن اس کے

باوجود بھی کوئی یہ نکہہ سکا کہ دونوں کے درمیان ہمچہ بھلی نہیں ہے۔

"دیکھو۔۔۔ درا دیکھو!" اولیاری پر جوش لیے میں بولا۔ لیکن کیسے چل رہے

ہیں؟ رقص کے اختتام پر چالا ناطق شدید ہو جاتے گا۔ پرسیں دلے گھیر لیں گے۔ اور

جب اٹھیں یہ معلوم ہو گا کہ یہ بول دینی فونٹاکا پڈھا میرا مہمان ہے تو۔ پھر۔۔۔ پھر

بس صبح کے اخبارات دیکھ لیتا۔

"واقعی ہم یہاں مگر جائیں گے" اولیویا بولی۔ رقص ختم ہوتے ہی کسی طرف

نکھل چکوئے۔

"واہ... اتنا شاندار موقع ہا تھا آیا ہے پہلی کا۔۔۔ اسے کسی طرح منانے کر

سلتا ہوں۔ اگر کوئی گروپ فوجو بھی ہو گیا تو مزہ آ جائے گا۔

"لیکن سنو؟ اولیویا آپستہ سے بولی۔ وہ حقیقتاً لو یونٹا ٹھا نہیں ہے۔"

"تم اس کی تکریز کرو۔ اسے دیکھنا میرا کام ہے۔"

ہر حال اولیاری کا شایل ہرف بھر دست نماست ہوا تھا۔ وہ چاروں گھیرتے

گئے تھے۔ اب اولیاری کی انچی حیثیت بھی اس دفعے کی اہمیت بڑھا رہی تھی ان

کے لئے گروپ فوجو بھی تھے گئے۔ اس ساری کارروائی میں پونگھٹہ صرف ہوا تھا ان

کے لیے وہ دیوان نہیں رکے تھے۔ مونیکا کی سبک چل اٹھی تھی۔ کھانا تو مگر ہی

پر تھا۔ مر سیاوف میں نہیں کھانا تھا۔ اولیویا اپنے ہاتھ سے پکار کی کھلاتے کی

شانست تھی۔ مہانوں کو ہر ٹلوں کے حمالے نہیں کر تھی۔

کھلاتے کی میر جھ کپٹنے پہنچنے پہنچنے مونیکا کو اور Moran خاصے سے تکلف ہو چکے تھے

لیکن مونیکا پہنچ کی نسبت کسی تدریسست پر گئی تھی۔ دیسے اس کا دہن میں ٹھاں

کسی اور ہی طرف بھٹک رہا تھا۔ گٹشتک کرتے وقت آنکھوں میں خالی الہمنی کی سی

کیفیت نظر آتی تھی۔

"تم تو اس دوست کچھ زیادہ ہی کھاؤ گے" اولیویا میرا کی طرف دیکھ کر بولی۔

"یہ کھاؤں گا۔ یہ تو خاموش ہی ہو گئی ہیں" Moran مونیکا کی طرف دیکھ کر بول۔

"ادہ نہیں؟ وہ چونک کر نہیں پڑی تھی۔"

"اچھا... اچھا۔ تو پھر کھاؤں گا۔ الا کارتا پیشہ"

اویویا نے کہا۔ پہنچ سے بتانے کا مستور نہیں ہے پھر سے خاندان میں۔

حلست جانا اور دیکھتے چاہتا کیا کھاربے چوڑا
”یہ بھی عجیب ہے؟“

شاید وہ سب ہی تھک ہوتے تھے۔ اس نے میبل ٹاک قم کی کوئی حرکت نہیں
ہوئی تھی۔ موئیخا تو مسل کرتی نیز مستقیم ہی بات سوچے جا رہی تھی۔ خود اولیور بار
پارا سے ہیرت سے دیکھتے گئی تھی۔ کھانے کے بعد اس نے مذارت طلب کی تھی
اور رخصت ہو گئی تھی۔ دونوں میاں بھی اس کے اس روایت پر تصریح تھے۔

”اس سے کیا تم نے کچھ کہ دیا تھا؟“ اولیارسی نے میان کو گھوڑتے پوچھا۔
”میں کیا کہہ سکتا ہوں سچے خود بھی ہیرت پر کچھ چکتے ہیں ایک دن بند کیسے
پوچھ گئی؟“

”بہر حال“ اولیارسی طوبی سانس کے کر بولا ہے ملاقات رائیگان نہیں ہے؟“
ادلیویا انھیں تھی۔ وہ دنوب لاؤچی میں آئی۔ کافی کا انتظار تھا۔

”تمہارا خیال غلط نہیں معلوم ہوتا پیارے؟“ اولیارسی طوبی سانس کے کر بولا۔
”کس سلطے میں.....؟“

”مونیکا کے بارے میں۔ وہ گھر پر میری دیکھ جمال کر رہی ہے۔ اولیویا سے
معلوم ہوا ہے کہ وہ خود کیا یہ سوالات کرتی ہے جن کے جواب میری صورتیات یا میری
دوسری پر رشتی دال سکیں۔ لہذا اولیویا است سیڑھا تصادب نادے والی افسوس کے
اکاہ کرچکی ہے؟“

”نکر رکھدا یہ کیسی اب میرے پاس ہے؟“ میان اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔
”اس سلطے میں اولیویا کو منزید بورکرتے کی مذورت نہیں“

”آخر بیک موئیخا کو ہر کیا لگا تھا۔ ہر ماں میں چکتے رہتے والانماں ہے یہ
ہو سکتا ہے۔ صرف میرے اسے میں سچی رہی ہوئے“ میان سر ہلاک بولا۔

”آخر بیک سمجھی تو تر فریب دیتی رہی تھی۔“

”کیا مطلب؟“

”بیک کو شکار میں کیا رکھا ہے۔ کوئی دوسرا پیش کیوں نہ انتیا کروں۔ جو خطر پسند
طیبیت کے لئے سازگار ہونے کے ساتھ ساتھ منع نہیں بھی ہوتے۔“
”اے... اس جدیک چلی گئی۔ تین وزرنے کی کوشش کر رہی ہے؟“
”ٹھیک اسی وقت اولیویا لاؤچی میں داخل ہو گئی تھی۔ اس کے پیچے ملازم کافی
کی ٹلکی لایا تھا۔“

”یہ دیکھو! یہ بیک فون نہیں تھے؟“ وہ اولیارسی کی طرف کا خدا کا ایک ٹکڑا بڑھاتی
ہوئی بولی۔ اپنی ایسی کسی نے فون پر کہا تھا اولیویا آف ڈھمپ سے کہو کہ اس نہیں پر
بالطف تمام کرے؟“

”ٹوپیک آف ڈھمپ؟“ اولیارسی کے بیچے میں ہیرت تھی۔
”میان فون نہیں بولے سے با تھے جسے چھپتا ہوا بولتا تھا میری کام ہے؟“
”تم ڈیوک آف ڈھمپ؟“

”ادوہ کیا تم بھول گئے۔ ڈیکھ آف دنل میر۔ مجھے ہی تو کہتی تھی“
”آگا... آگا... یاد آیا۔ یہن میبل کوں تھیں اس نام سے جانتا ہے؟“
”بیک تو دیکھتا ہے۔ چیک کرو کر یہ فون نہیں کس کا ہے؟“
”ابھی تو س؟“ اولیارسی اٹھ کر اور دنل نہیں نکل گیا۔ اولیویا خاموشی سے ان کی انگلکو
سترنی رہی تھی۔ اس کے جانتے کے بعد بولی تھوڑی تو کم ڈیوک آف ڈھمپ بیکار پکے ہوئے
”اب بھی ہوں!“ میان غور ہے بیکار پکے ہوئے۔

”یہ ڈھمپ کیا چیز ہے؟“

”تفصیل بھی ہے۔ اور وہ علامہ بھی اسی نام سے موسم کیا جاتا ہے جہاں یہ تبیلہ
ہو سکتا ہے۔ صرف میرے اسے میں سچی رہی ہوئے“ میان سر ہلاک بولا۔

چوپی سماں کا نقشہ ہے جسے وہ اپنے کام سے پر اٹھاتے پھرتا تھا۔ ایک بھی پڑی
بزار دیواری ہے جس پر کوئی پھٹت نہیں۔ مکمل آسمان کے نیچے وہ سب پڑے
رہتے ہیں۔ ”

” تو کوئی ہالک ہو گا اس سڑائی کا ”

” ہے کیوں نہیں۔ دہان کے ملنے اپنے لئے خیلے لگا کہ ہیں ۔ ”
اچھی بات ہے۔ میں کہیں اور سے فون کروں گا۔ تمہارا فون استعمال نہیں
روں نہ کا۔ ”

” تمہدی مرضی۔ لیکن ۔ ” اوپاری اسے خالک نظروں سے دیکھتا ہوا بولتا۔
” پچھے پچھے تباہ۔ قم بہاں کیوں آتے ہو۔ کہیں پچھچوئی کوئی جوں اپریٹ نہیں
کر رہے ہیں ۔ ”

” منشیات کا ۔ ؟ مہران نے کھینیں نکال کر سوال کیا۔ ”

” پھر کیا سوچوں الیٰ صورت میں ۔ اور وہ دونوں قیدی ۔ ”
” جہنم میں جانیں۔ جو بڑا ناشرکر د۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ بلکہ میرا
شورہ تو ہی ہے کہ ان کے ذریعے ان کے درستے سامنیوں کو سمجھ پڑا کہ نہ کہا
اور اس ماقدرہ کی خوب پہنچانی را خواست ۔ - - - - -
۔ - - - - - ” یہی مناسب بنت۔ درستہ سب قم ہی مجھ پر شبہ کر رہے ہو تو پھر وہ

آڑیل قساب نادہ تو یہ نہیں لیا گیجھے کا ”

” کیا سمجھے کا ۔ ”

” یہی کہ تم درستے اسمگھ بولی پاشت پاہی کر رہے ہو جن کا سربلاہ
شاید میں ہوں ۔ ”

” معااملہ الجھتاجا رہا ہے ۔ ”

آباد ہے۔ ہماری کی تراویح میں یہ جگہ فائق ہے ۔ ”

” قم کچک پچھے جیب ہو ۔ ”

” قلمی نہیں۔ اوپاری کی جیسے عقل مندوں نے میری صوت برداشتی ہے۔ درستہ

میں کس تابی جوں ۔ ”

” مومنیکا سے کیا باقی ہوئی تھیں ۔ ”

” بس جیسا کہ الگ وہ پر سکون زندگی کا راستا چاہتی ہے تو پوری طبقہ فارمائل شرک عکوئی ”

” یہ کہا شاکر ملتے۔ بچ سے اڑکنی ہو گی۔ اسے مخفیوں سے سخت لذت ہے ۔ ”

” پیش میں رکھی ہوئی سے بھی ۔ ” مہران نے حیرت سے پوچھا۔

” ہاں ۔ وہ حکایتی بھی نہیں ہے ۔ ”

” تب پھر اس کا مستقبل بھی جیسے تاریخ نظر آتا ہے ۔ ”

استہ میں اوپاری داپس آگی۔ اور مہران کو بھیب نظروں سے دیکھتا ہوا بولتا۔ حیرت

ہے کہ دہان سے مخفیں کوں کاں کر سکتا ہے۔ یا پھر میں یہ سمجھوں کہ۔ ” اُ وہ کچھ کچے
بچتے رک آگی۔ اوپریاتے ان کے نئے کافی اندریں تھیں اور مندرجہ طلب کے دہان
سے جلی گئی تھی۔ خاید اسے اس سبز ہوگی تھا۔ اور اوپاری اس کی موجودگی میں کسی
تم کی لکھنا لوٹنے کا راستا چاہتا ہے ۔ ”

” اب تباہ ۔ ” مہران بولتا۔

” ولاؤ جھیزتے آئی تھی وہ کاں ۔ ”

” کوئی خاص اہمیت ہے اس عمارت کی ۔ ”

” تم نہیں جانتے ۔ ”

” مہران نے سر کو منیری جنبش دی۔ ”

” پسپریوں کا پڑاؤ ہے۔ ایک طرف کی سرائے سمجھے اور۔ بالکل ” دی جاؤں کلبی ” اسے

تمران کچھ کہنے والا تھا کہ اولیوریا نے اندر آتے کی اجازت طلب کی۔

”آجاؤ... آجاؤ...“ اولیاری جلد کی سے بڑا لام کوئی خام بات نہیں ہے،
”ٹھیک یاد آیا تو وہ اندر کر بولی تو فون کرنے والے نے کہا تھا کہ کال رستے

وقت دیوب کافی ڈھنپ کا حلا مژدرو ہیجا تھے۔“

”میں بھی بھی سوچ رہا تھا کہ ایسا کوئی بہایت مژدرو ہوتی چاہیے لا عمران
نے کہا۔ اس پر اولیاری پھر چونکا بتا۔ یکین عمران کے ہزوں پر طنز یہ سی سکریٹ
دیکھ رہ پھر سبق اگیا۔“

تمران نے باہر نکل رہتا ہوا زار کی راہ فی حقی۔ ایک درگ اسٹور میں کال کا
ٹوڈر سٹ کوین دست کر کوڑا ڈی جیسٹر کے نہ روانی کرنے۔

”ہمیلو...“ دوسرا طرف سے آغاز آئی۔

”ڈیوب کافی ڈھنپ“

”اوہ انقدر فرمائیے جناب...“ میں اطلاع بخوبی تباہ کر رہا تھا۔

”شکریہ؟“

”یہ ڈھنپ کہاں ہوتا ہے جناب؟“ دوسرا طرف سے آغاز آئی۔

”تم کون ہو؟“ عمران نے غصیل آفاز میں پوچھا۔

”میں دیلا ڈیا جیسٹر کا ٹھیکنہ آپ سیریز ہوں جناب۔ دراصل کھو جی طبیعت پانی
ہے۔ میری داست میں جب دیوب پاتے جاتے ہیں وہاں ڈھنپ نام کی کوئی
جلگہ نہیں ہے۔ معاف کیجئے گا۔“

”میں نے کبھی کسی میلی فون اپکرنا کہوں کرتے ہیں نہیں سنائی
دوسرا طرف سے دلی دلی کی آغاز آتی شکی۔ اور پھر کہا گی تھا کہ
اگئے ہیں۔ جنہیں آپ سے لگنگو کرنی ہے۔ دیکھ عرض کر دوں کہ میں دیلا ڈی جیسٹر کا۔“

ٹھیکنہ اپریل ہیزون اس نئے مجھے ذرہ برابر بھی پرداہ نہیں ہے کہ لوگ میرے
بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟“

”مکواں نہ تذکرہ اور اسے اگلگو کرنے دو،“ عمران غریباً پھر در صرے ہی
لئے میں جیسیں کی آواز نئی دلی اور عمران پر ٹک پڑا۔ جیسیں اور دو میں کہہ رہا تھا۔

”یور میٹھی! میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔“

”تو پھر کیا یہ تمہاری روح بول رہی ہے۔ مردود...“ کیا تم نے میرا تھا ب
کیا تھا؟“

”عالیٰ جناب! میں اس وقت نہ آپ مجھے پہچان سکیں گے اور نہ اس کلٹرے
کو۔ بہر حال مجھے سے حد تشویش ہو گئی تھی جب آپ شواروں کے پھنڈ سے ہے
چعن پر پیس اشیق پہنچتے تھے۔ میں بس آج شام کو پیس آنیس کے گھر سے آپ
کو بعد کر کر برآمد ہوستے دیکھا تو جان میں جان آئی۔“

”سوال تو یہ ہے کہ تم میرے پچھے آتے ہیں کیوں؟“

”یہی اطلاع دیتے کے نئے کہ اسی کلٹرے کی طرح اب یہ مر جعلی ہی آپ کی
جدافی رو داشت نہیں کر سکتا۔“

”کیا اسی کلٹرے میں مقیم ہوں؟“

”مجی ہاں... فنڈا زیادہ نہیں تھے۔ اس جیسیت کو بھی ایک اور حد پر تسلی اپنی
ہیکی سے پلانی پر رہی ہے۔“

”ویسے تم نے الجھی تھا میرے پہلے سوال کا جواب سمجھیا گی تھے نہیں دیا۔“

”دیکھیتے اقصہ دراصل یہ ہے کہ کلام مٹھن ہیں تھا۔ بار بار پتا تھا کہ کہیں
ہاس پر پچھے سے حملہ ہو جاتے۔ لہذا میں اس بار ان کا کہنا نہیں مانوں گا۔ ہم
کیوں نہ تھا قاب کریں گے۔“

”ہاں... سب کا نئی نہت انہوں پاک کا ایک ہماری سلسلہ ہے“
”وہیں پایا جاتا ہے“ ڈھمپ تعلیم اور علاقہ بھی ڈھمپ ہی کہتا ہے“
”وہاں ڈیکھنی ہوتے“
”ہوتے ہے میری حالت جب اس پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ اگرچہ ہر
توہین تمہاری فواز میں لکھ رہا ہی کہتا ہوں۔ ڈھمپ خاندان کے نئے سے
”تجھے نہیں چاہیے“ اپرٹمنٹ تھے بیڑا ہی سے کہا جائیں بھی کیا بڑی ہے
”اچھا ہے تو۔ تھفہ درویش ڈھمین نے سکرت کیس سے ایک سکرٹ
نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

”خیر ہے! ڈیکھنے کے بعد چیز کا“ اس نے سکرٹ بتتے ہوئے
کہا اور دیسے تھے اس کی سفر پر نگ لکھا تھا“
”کیا یہ مزدودی ہے کہ نہ قہیں بتایا جاتے؟“
”نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ وہ بھی بگوگی تھا یہ پوچھتے پر کہ ڈھمپ
کہاں واقع ہے“

”اوہ... تو کیا تم اس سے بھی بچ لیا تھا؟“
”لیکوں ش پاچھتا۔ علم حاصل کرو توہاں کسی طرح بھی ملنے ہوئے
”میں تمہیں فرب نہیں بتاؤں گا۔ درست تم اس سے حذک بر کر دے گے کہ وہ
تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہو گا اور بھر باغ مرجا تھا کہا تھیں مارٹل کے
کیوں... کیوں“

”وہ ڈیکھنے براو اس ہے“
”چلو جاؤ... داشت ڈیکھ لیں گے“ وہ بیڑا ہی سے باختہ پاک بولتا۔
جمیں نے دانت نکالے تھے۔ اور دیاں سے پل پڑا تھا۔ پسے ڈیرے پر

پہنچا تو ہرگز کو بدستور حقہ جاتے پایا۔ کئی مردوں کو تھیں اس کے ساتھ نہیں
دارے کی شکل میں بیٹھے ہوتے بڑے نور سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔
یہ سب انگریزی بولتے والے اور سمجھنے والے سفید نام لوگ تھے۔ ہرگز کہہ رہا
تھا۔ آسودہ حال بوج آسودہ لوگوں کو ہمیشہ سے ورقہ بنا تھے۔ اکر بے
پیں۔ پہلے انہوں نے آسودہ لوگوں میں علم کی روشنی پھیلانی کر دے مدد بھر
جاتیں اور ان کے مزید دولت مند بنتے میں حارج تھے ہرگز۔ قناعت کا سبق
پڑھاتے رہے۔ لیکن علم ذہن کی کوئی ایک بھروسی تو نہیں کھوئا بلکہ سارے
درپرے کھوئی دیتا ہے۔ علم تھے آسودہ لوگوں کو قناعت تو سکھاتی لیکن انہیں
یہ بھی سمجھا دیا کہ ان کی حقیقی چوری ہے۔ بس پھر کیا مقاطعہ طرح کی
قریبیں سمجھا جاتے لگیں۔ پھر آسودہ حال لوگوں نے یہ کیا کہ انہی تیتی شرابیں
غذوار کرنے کے لئے تمہیں دھوئیں اور چٹکاری کی راہ پر ڈال دیا۔ سن رہے
ہو سفید نام سو روڈ۔“

”جس من رہے ہیں گرو...“ ایک عورت چمکیاں لیتی ہوئی بولی۔
”لیکن کیا ہوتا ہے صرف تمہارے سخنے سے۔ وہ تو نہیں سن رہے ہوئے
تھے تمہیں اس حال کو پہنچایا ہے۔ وہ بڑے بے غیرت اور ڈھیٹ میں۔ اگر
میں ان میں سے کسی ایک کاگر بیان پکو کریں گے سب کچھ کہنا خود رکھوں
 تو وہ بھی خدا مختار چوکر بڑی کھٹکائی سے کہے گا۔ تم ایک باصلاحیت اداکار
اور صد اکار معلوم ہوتے ہو۔ اگر یاں ووہ میں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے سے
کالا ناچا پتے ہو تو میں ایک سفارشی خط لکھ کر دیتا ہوں۔“

”کچھ ہے گرو... پچھے ہے“ اور سب بیک زبان ہو کر بولے۔
”لیکن گرد بامراشیں کامستد کیے ہو ڈیکھیں یہی عورت کے

قریب بیٹھتا ہوا بولنا۔

”ارے بس کیا بتاؤں اسکو زف بھرا تی ہوئی آڑا میں بولا تھوڑا پیدا کئے ہوئے سائل کا کوئی لام ہیں ہوتا۔ پر چھوٹا عزم ازا دوں سے کہ اہولے نے ہر حق سے نکالے ہوئے یہودیوں کو کیناڈا یا آسٹریلیا میں کیوں نہیں بایا تھا۔ وہاں کی آبادیاں کم تھیں اور خصوصی میں لا مدد و داد۔ آخر انہیں نسلیں کے ریگستان میں کیوں مشرفت کی کوشش کر دیں؟“

”ہاں گو۔ سی سپنے کی بات ہے یا جیسے کے قریب بیٹھی ہوئی عورت نے کہا۔ ”تمہاری آڑا بڑی رسیا ہے یا جیسے کہ جستہ سے اس کے کاف میں بولا کیا تم لوگوں نے اپنی اپنی سکریٹی کرو کے پاس جو کلادی میں لا

”ہاں۔۔۔ کریمی چکن؟ اس نے جیسے کے گاہ میں چٹکی یعنی کوشش کی تھی۔ لیکن جیسے کے بھولا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فاڑھی مصنوعی تھی تا۔ پھر اس نے اسے جھک کر ان سبھوں سے کہا۔ اب تر دوں جا۔ اسے گھٹے بد اپنی سکریٹی دلپس سے جانا۔ گروان کو نہ کہ اور کردیں گے۔ لیکن ایک بار یہ پتا دروں کریمی کہا تھا تم آٹھ افراد کے حلقے سے باہر نکلتے پاتے درد گز وحیث اکیز طور پر غائب ہو جائیں گے اور تم جیسے بھیک ٹکے ایڑیاں رکھ لے پھر بھر جوں گے۔

”ہرگز نہیں کہ سب یک زبان ہو کر پرے ہاگرو کا راز چارے سینوں میں دفن رہے گا۔“

”صرف اسے پیچھے دیتا۔ سکریٹی کی واپسی کے لئے یا جیسے کے تھے یا جیسے کے تھے قریب بیٹھی ہوئی حدت کا پاڑو پکڑ کر کہا اور وہ سب اس سے متفق ہو کر چلے گئے۔

”یہ تھے کیا جما تھیں پھیلانی میں یہ بزرگ غصیلے یعنی میں بولا۔“

”مرف اس عورت کی ناطر۔۔۔ اگر راہ پر گئی تو مسلمان کر کے نکاح کر کوئی نکالتا۔“
”نم سلا۔۔۔ ایک بزرگ مکاتاب کار دو میں بولا۔۔۔ کر سکتیں کو مسلمان کر کے نکالتا
۔۔۔ اپھا اچھا۔۔۔ سویں میرج کر کوئی نکالتا
۔۔۔ نہیں کرنے کی لیکا۔۔۔
”اپھا اچھا۔۔۔ فی الحال ان کی سگریں تو مجھے دو۔۔۔ ایک ایک سلامی کھنچ پھٹے
دوں۔۔۔

”آڑا ساس نے تمہیں پرس کا اکیسر ملکیت کیوں دے دیا۔۔۔
”خاموشی سے پار کر دیا تھا۔۔۔ وہ اس شانے کر دینے والے تھے تا۔۔۔
”بہت بڑا کیا فتح تھے چوتھے۔۔۔ یہ تباہ ان سے باٹ ہوا۔۔۔
”سخت ناراض ہیں۔۔۔ لین سندا ہیاں بھی کوئی چکر ہی معلوم ہوتا جس جس
۔۔۔ پریس افسوس تھے اپنیں کیلا تھا اسی کے مہاں میں۔۔۔ اور آج تو اہمیت نہ سیاں فو
ہیں وہ دھماکہ پر کڑی پچھی تھی کہ بسج کے اخبارات دیکھ لینا۔۔۔

”کیا بات تھی؟“
جیسے اسے رقص والے مد رے کے شعلت بتاتے ہوئے کہا۔۔۔ کئی کئی مودوی
لیپرے پل رہ جتھے۔۔۔ میں ہوتا تو اپناریگی مجبا جانتے کی کوشش کرتا۔۔۔
”چلو یہ سگریں سنبھالو۔۔۔ پکیسی آر جی ہو گی۔۔۔
”اے۔۔۔ میں قربان! جیسے پل کار دو میں بولا۔۔۔ نام پا دھو گیا۔۔۔ کل کٹے

پیر کو۔۔۔
”میں لوگوں کے نام نہیں بھوا رکتا۔۔۔ لاد نکالو میری بول کہاں ہے؟“
۔۔۔ میری بولتی آجاتے تو نکالوں نہیاں ن۔۔۔
۔۔۔ دیکھو عورتوں سے میں جوں نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔

”محدث میری شراب ہے۔ اس نئے شٹ اپ۔ محدث کے معاملے میں پاکیزہ رہنا نہیں چاہتا..... اس نئے بالکل شٹ اپ پاکیزہ رہنا نہیں چاہتا..... اس نئے بالکل شٹ اپ پاکیزہ رہنا نہیں چاہتا.....“

”باس کو معلوم ہو تو.....!“

”میں اپنا چون خٹ اپ۔ نکالو سگر ٹین۔ جزو نے اسے کئی پیکٹ نکال کر دیتے تھے جن پر ماکوں کے نام لکھے تو نئے نئے اور جیسی جلدی سگر ٹین پر جرس کے ملول کی لکڑیں لکھنے لگا تھا۔“

”دہ آر جیا ہے۔“ جزو فتحوری دیر بولا۔

”آئے دو۔ میرا کام ہو گیا۔“

پسی اٹھلاتا ہر آنکھی اور جیسی کسلت کھڑی ہو کر شکننگی تھی۔ ”یو۔۔۔ تمہارا کام ہو گیا۔“ جیسی نے پیکٹ اس کی طرف بڑھا دیتے۔ ”میں ا نہیں پہنچا رکھی ہوں۔ تم اور جھاڑیوں کے تربیب ملنے۔ جیسیں کچھ نہ بولا۔ وہ جانی کئی تو اس نے ہزر سے کہا۔ میرے قبیلے سے نکال لینا پڑتی۔“

”تو تم باز نہیں آؤ گے۔“ جزو بھتا کر بولا۔

”کھا تھوڑا ہما جاؤ گا اسے۔ بس ذرا سی چھیر جھاڑی۔“ جیسی نے کہا اور بتائی ہوئی جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن جیسی بھی وہاں پہنچا تھا کیونکہ اس پر چھلانگ لٹکائی تھی اور درپیون کر بیٹھ گیا تھا۔

”باتو۔۔۔ محب پر کیا ہے؟۔۔۔ تیز قسم کی سگر ٹشی اس کے کاٹوں میں گونجی تھی۔“

”باتا ہوں۔۔۔ اگر بیٹ کر بیٹھو۔۔۔ یہ کیا ہے ہو گی ہے؟۔۔۔“

آپر ہر اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔

”باتو۔۔۔ کیا ہے؟۔۔۔ محب پر کہہ کر جیسی نے ایک زردار مرکا اس کے جھٹے پر رسید کیا تھا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔؟۔۔۔ وہ لاکھڑا ہوا ڈھیر ہو گیا۔“

”اٹھو تو پھر بتاؤ۔“

”نہیں پیارے بھائی۔۔۔ مدیریت مناسب نہیں! اچھا مجھے اس سے ملنا ہی دو۔ میں نے آج جک کو قی ڈویں نہیں دیکھا۔“

”پھر دیکھو۔۔۔ میں بھی ڈیکھ اکتھا پاکھم ہوں۔“

”چھا پاکھم کیا ہے پیارے بھائی۔“

”اسکات لیتھے میں۔ اور میں نے روان کی تلاش میں میش و عشرت چھوڑا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوئی تو میں کسی ڈیکھ کر فون کرنے کی جرأت کیے کرتا۔“

”اچھا مجھے اس سے بھی ملادو۔“

”کل شام کو۔۔۔ وعدہ۔۔۔ اب چب چاپ ہیاں سے کھک جاؤ میری سارنگی آر جی ہو گئی۔“

”سارنگی کی ہوتی ہے؟۔۔۔“

”ہوتی ہے۔۔۔ بے حد سریلی۔“

”میں بھی دیکھوں گا۔“

”ارے خدا غارت کرے۔ تم اونی ہو کر بھوت۔“

انتہی میں تربیت ہی سے اکار آتی تھی۔۔۔ جسیں... جسیں تم کیا ہو۔۔۔

”اچھا اچھا۔۔۔ تو یہ سارنگی؟۔۔۔ آپر ڈیکھی کھی کھی کرتا ہوا بولاتیں میں

چلنا۔۔۔ اپنا وعدہ یاد رکھتا۔“

”بڑے سمجھی۔۔۔ پلے ہیں۔۔۔“
 ”یہ کون ہے؟“ بھائیوں کے باہر سے پسکی کی غصیلی آواز آئی۔
 ”میں اس کا باپ ہوں۔۔۔ تم بھائیوں سے۔۔۔“
 اس نے اس کے باپ کو بیک گندی کی خالی دی تھی اور وہاں سے بیٹی
 لگنی تھی۔ جیسی کوئی بنتی آتی تھی۔
 ”دانت پنڈ کرو۔ اور مجھے بتاؤ کہ ہر قوت نے یہ کیا ڈھونڈ پھیلا رکھا ہے؟“
 ”بوجپکھ میں نے کہا تھا جی کر رہا ہے۔“
 دنستہ ہمارے بھڑک کے ساتھ بیت سے لوگوں کے گانے کی آواز آئی تھی۔
 ”رمیم پھیجو۔۔۔ گو اونٹ پھیجو۔۔۔“
 ”اوہ ہو۔۔۔ کیرتن ہو رہا ہے۔۔۔“ مولان بولا۔
 ”کیرتن کیا۔۔۔“
 ”غربی سادھو“ نام بھیجنے پھیجو۔ کی مٹی پنڈ کر رہے ہیں۔“
 ”اوہ۔۔۔ واقعی برٹے پیارے غلتے ہیں یہ لوگ تجھن کا تھے ہوئے۔۔۔“
 ”اچھا بس! اب اپنے اڈے کی طرف تشریف لے چلتے ہیں“ مولان نے ہر بیٹے
 بیٹے میں کہا۔۔۔ بھجھ سوتا بیکا ہے۔۔۔“
 ”آپ سوئں گے۔۔۔ یہاں کھلٹا آسمان کے ینچے۔۔۔“
 ”سب پہنچتا ہے۔ میرے پاس شب خوابی کا حصہلا بھی ہے۔۔۔ اس لئے شام مدد
 بھٹک زیادہ سروی نہ موس سہو۔“
 ”ہم تو اکٹھے ہارہے ہیں۔۔۔ اس کلٹوٹے کو خراب کرم رکھتی ہے۔۔۔ لیکن میرے
 شے کسی تم کا کوئی اختیام نہیں سمجھے۔۔۔“
 ”اختیام تو کریا تھا تھے لیکن میں وقت پر تمہارا باپ پہنچ گیا۔۔۔ اتنے

”دن ہو جاؤ۔ میں یاد رکھوں گا۔۔۔ جیسی نتے کہا اور آپ سری دوڑتا ہو جا لیا
 سے نکل گیا۔۔۔“
 ”اور کون ہے؟“ پسکی کی آواز آئی۔
 ”جمن کا باپ۔۔۔“ قریب سما سے درسری آواز سنائی دی اور جیسیں
 اچھل پڑا۔
 ”اوسے بہاپ رے جیسیں اردو میں بڑا یا۔۔۔ آپ کہاں سے پہل پڑتے؟“
 ”نہیں نہیں۔۔۔ بجاو سارنگی۔۔۔ میں بھی سنوں گا۔۔۔“ مولان بولا۔
 ”کون ہے جم۔۔۔ اور کون ہے۔۔۔“ آقا چھڑا۔
 ”تم آجاو۔۔۔“ مولان نے کہا۔ جم کی ڈاڑھ میں درد ہو گیا ہے۔۔۔
 جمالیاں سرسرائیں اور دہ اندر رکھی
 ”ڈاڑھ میں درد ہے۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ میں لوٹنے سے آؤں۔“
 ”لوٹنے تو اس کے پاس بھی ہے۔۔۔“ مولان نے مشنڈی سانس کے کرکاباں لیا۔
 اس کی ڈاڑھ تک نہیں پہنچ سکتا۔۔۔ پھر جیسیں سے بولا تھا۔۔۔ اسے راشنی
 میں لے چل۔۔۔ میں بھی دیکھوں گا۔۔۔“
 ”آپ راشنی میں شجاعتیں گا۔۔۔ وو! غبہ رکیں گے۔۔۔“
 ”اچھا جا۔۔۔ تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ میاں شر افسوں کی سی دنی میں ایسا جوں!
 ”تو پھر۔۔۔“
 ”میں بھی تمہاری ہی طرح مودھپل بتا ہوں گو۔۔۔“
 ”تب تو عظیک ہے۔۔۔ زندہ یادو۔۔۔“
 ”کیا میں چل جاؤں؟“ پسکی سمجھت کر ہوئی۔
 ”چل جاؤ۔۔۔“ مولان نے اسی کے سے بیٹے ہیں کہا۔

جھاپڑ رسید کروں گا کہ تمہاری شکل بھی نہ بیچا فی جا سکے گی۔

جیسین اور مران جھاڑیوں سے نکل کر ہجزت کی طرف روانہ ہوتے ہیں تھے
کہیں تاریک سایہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف پل پڑا۔ جیسین
اس سے قلعے سے نہر معلوں ہوتا تھا۔ لیکن مران غافل نہیں تھا۔ پہلے کہ
ہے اسے پہنچ بھی سے علم رہا ہے۔ سایہ ان کا تھا قاب رستار ہے۔

کیا پھر کوئی چکر ہے یور میٹی یہ جیسین بولتا۔

خاموشی سے چلتے ہوئے مران کا بواب تھا۔

وہ ہجزت نکل آپنے جو بھرتکتے ہوئے الاؤ کے قریب بیٹھا جھم رہا
تھا۔ اس نے نیم دا انکھوں سے ان کی طرف دکھا اور پھر جھوٹنے لگا۔

پہچان تو کون پہنچیں تھے اسے خاطب کیا۔

کی کروں گا پہچان کر صورتیں بدی مکونی میں لیکن سب ایک بیسے میں
اس نے آنکھیں کھوئے بخیر کیا۔

پائیں تو نفس چھانٹنے لگا ہے۔ مران نے کس قدر اونچی آواز میں کہا تھا
اور ہجزت نے پونک کر آنکھیں کھوئے بخیر تھیں۔

بب... باب یا وہ پرست یونہی میں ہے کھلایا۔
ابے یہ کیا سلیے بنایا ہے؟

جیسین جانتے۔ میں تو سیار نہیں تھا باس یہ۔

غیر۔ لیکن میری ہی دم سے کیوں بندھے رہنا چاہتے ہوئے
تمہارے لئے چھٹی حرس رکھتا ہوں باس۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں
کہ سکتا۔

اچھا چھا۔ اب جھک مارتے رہوں ہیں۔

”میں نے شکوہ تو نہیں کیا پاس تھا۔

”باس کہنا چھوڑو۔۔۔ آج سے میں بھی تمہارا مرید ہوں۔۔۔

”نہیں تم پہاں نہیں رہ سکتے پاس۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ تم ایسی بیویوہ
نندگی کے عادی نہیں ہو۔۔۔ جنم کی اور باتا ہے۔۔۔ یہ تو چھے بھی کہتے ہیں۔۔۔“

”اے زبان سنبھال کے۔۔۔ درست فارسی تو پچ لوں کا۔۔۔“

”بگواں بند کرو۔۔۔ یہ تباہ کر تم نے آپ سڑک سیرا فون نہر تباہی تھا۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں نے خود داشیل کیا تھا۔۔۔“

”کیا وہ دانیں کی طرف متوجہ تھا۔۔۔“

”ہرگز نہیں۔۔۔ میں نے جادو فیکری والی ایک سگرٹ دی تھی اور وہ
اس میں لگ گیا تھا۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ کیا رہ مخلوں تمہارے پاس ہے۔۔۔“

”یہ سر۔۔۔“

”اس نے تمہارے سامان میں سے چرا یا تھا پاس۔۔۔ ہجزت بولا۔۔۔“

”یہ کیا حرکت تھی؟“

”آپ اسے منائے کر دیتے دا تھے۔۔۔“

”اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔۔۔“

”لیکن میں نے ضرورت پیدا کر لی ہے۔۔۔ جیسین نے کہا۔۔۔ اور ہجزت کی اس

”کرامت۔۔۔ کا ذکر کرنے والا جس کی بتا پڑا اس کے کردار اُنھوں افراد کی بھیر اکھا
پوچھنی تھی۔۔۔“

”اُر سے ڈول دیا تم نے تو۔۔۔“

”لک۔۔۔ کیا مطلب؟“

"ا بھی بتاتا ہوں ... وہ دیکھو ... ادھر وہ کون لیتا ہوا ہے تا
ہو گا کوئی نئے کام رکھ جیں بولا۔

"جی ہمیں ... یہ جھاڑیوں کے پاس سے ہمارا تعاب کرتا ہوا آیا ہے تا
اوہ ... تو آپر میل ہی ہو گا۔ جیسے آہستہ سے کھاٹیا پھر یکسی:
ہمیں ... وہ یعنی کمی تھی ... عمران بولا۔

"تو پھر وہی مرودہ ہو گا تھا جان کو گیا ہے۔ کہتا ہے وہ صب کہاں ہے
جھےڈیوں سے ملاو۔ میں نے آج ہل کوئی ڈیوں ہمیں دیکھا۔
جاو ... اسے میاں بلا لاؤ۔
صین اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ وہ دوسروں سے الگ تھلک زین پر
چلت پڑا شاندارے گن رہا۔

"اٹھو بیٹا! یہ صین اسے بلکی سی ٹھوک رکھا کر بولا تھا تمہاری مراد پوری ہی تو نہ
لک ... کیا مطلب ہے وہ ہیکلاتا ہوا اٹھ پہنچا۔
میرے ساتھ چلو۔
چلو! ... اپر میل ہو ٹھاٹی سے بولا۔

وہ اسے ہوڑ کے قریب لا کر بولا اگر کوڈنڈوت کرو۔
یہ کیسے ہوتی ہے؟

"دونوں ہاتھ پوڑ کر ماتھ پر رکھو اور جھک جاؤ۔ مگر میراگر وکا جنمیں پتیا!
پھر کیا پتیا ہے؟

"شراب ..."

"اوہ ... آتا دولت منہ ہے تا

"ڈیوں آن وہ صب کا بھی گرو ہے۔ اور ڈیوں آن جھاٹکم شائر کا بھی،"

"اچھا اچھا ... آپر میل کے بوكھا کرتا ہے جسے طریقے سے جزوی کوسلام
کیا تھا۔

"بٹھ جاؤ، جزوی سلام کے کفرایا۔

"اوہ ڈیوں آن وہ صب سے کیوں ملا پاپتھے تھے؟ عمران بولا۔ اور آپر میل چوپل
کراس کی طرف دکھنے لگا۔ پھر لپکا تھا جو فی آدمیز میں بولا تھا میں نے آج مل
کوئی ڈیوں ہمیں دیکھا۔

"اچھا تو دیکھ مجھے ... میں ڈیوں آن وہ صب ہوں یا

"اکا ... معاف کیجئے گا۔ میرے آداب قبول فرمائیے۔ مافی لارڈ" وہ ٹولی
پھر فی الخش میں بولا تھا۔

"اہم فروزان کی تلاش میں نکلے میں اس نے مانی لارڈ ملت کھوا چکے آؤ۔

ہم اپنا سب کچھ بہت پچھے چھوڑ آئے ہیں یا

"ال ... لیکن ... شراب آپ کو فروزان کی طرف نہیں لے جاسکتی میل کے
چمنی نما پاپ میں کا نہ پہنچے۔ چرس سے بھی فروزان کا راستہ نہیں ہے گا"

"یہ کب ہے ... ؟ پچھے تو چرس ہی فروزان کی طرف سے جا جی تھی"

"وہ تصوری منتظر ہو گئی ہے۔ آجھل کا جنم پل رہا ہے۔ چرس سے ستا بھی ہے"

"کتنے دنوں سے ایسا ہو رہا ہے؟"

"چھپے ایک سال سے جناب ... کمزک دلایا صبیز میں کا مجھ بھی پتتا ہے۔

چرس یہاں متربع ہے"

"مگر میں تو پتیا ہوں یا جیسے نہ اٹا کر لہا۔

"کہیں اور سے لستہ ہو گے۔ یہاں تو نہیں ملتی"

"اں دلکا مالک کون ہے؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک خاتون جناب... کیا آپ ان سے ملیں گے؟"

"ضرور... ضرور... میں ان سے کہوں گا کہ کامبندی چیز ہے۔ پھر سے
چرس رائج کریں تا۔"

"کیا آپ پرہستان سے متاثر ہیں جناب؟"

"بالکل... بالکل تا۔"

"هم کا نجہ دلش سے متاثر ہیں۔ یہ تو بہت برا ہوا دونوں میں عطفی رہی تھے"

"بالکل برداہیں ہوا۔ تم پرہستان کا بول بالا ہوتے ہیت جلد دیکھ لو گے"
پیغام... مانی لارڈ... آہستہ بڑھتے۔ کسی نے سن لیا تو آپ کی جان کا

وشمن ہو جائے گا۔ اور اپنے گرد سے بھی کہہ دیجئے کہ حکوم حلا جیاں خسرا ب ن
پہنیں درست سرکاری جا سوس سمجھے جائیں گے۔ پھر ہر کچھ بھی حشر ہو گا آپ اس
کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"اگر یہ اس میں دو حصہ ملائیں اور فیڈر میں ٹال کر چڑھ کریں تو۔"

"پورا سارا دینیا ٹوٹ پڑتے گا اگر وہ کی زیارت کے لئے آپ پریمیر میں کر بولے۔
کیا آپ منی مومنی سامبواتے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ضرور... ضرور... بھی بلا اشتیاق ہے۔"

"آپ یہیں مٹھریتے۔ میں اجازت حاصل کر کے ہتا ہوں یہ
وہ چلا گیا۔ اور میں تے مل ران سے کہا تے یہ آپ کیا کر بیٹھے۔ سا بے رہی
خونخوار ہوتے ہے۔"

"کافی دوڑتی ہے؟" مل ران نے بڑی مخصوصیت سے پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لجھنے کا اگر ملقات کی اجازت مل گئی یہ۔"

"ہاں یہ تم کس چکر میں پڑتے ہو۔ تمہارا اصل کام تو فرم ہو گیا یہ بزف بولا۔

"اپ مجھے یہاں اپنے ایک دوست کے لئے بھی کچھ کرنا ہے؟"

"اوہ ہو۔ تو کیا وہ پولیس آنسیز؟ جسیں بولا۔"

"میرا کھلاس فیلوو ہے چکا ہے۔"

"تو پھر ہم یہاں کیوں پڑتے ہیں؟"

"تمہارے لئے یہی ملکہ مناس سب رہے گی۔ یا شہر۔ ابھی کچھ نہیں کہہ
سکتا۔ مجھے ذرا اس سوت سے مل لیتے دو۔ کیا عام تھا۔ مومن سارو۔ یہی تھا۔"

"جمی ہاں۔ مومن سارو۔ وہ ایک خطرناک سوت ہے۔"

"ہر سوت کسی نہ کسی طرح خطرناک ہی ہوتے ہے۔"

"تم غمیک کہتے ہو جاں یہ ہوزف پولیسی میری ہاں بھی میرے ہاپ کے لئے
بیدخترناک تھی۔ ہر وقت جلی کئی ساتھ رہتی تھی۔"

"شام کا سی لئے تم نے ہاپ بننے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ جسیں نے کہا۔

اتھے میں شیلیفون کا پریٹریو اپنے آگئی۔

"سی نورا۔ آپ سے مل سکیں گی۔ مانی لارڈ۔"

تلران اس کے ساتھ پل پڑا تھا۔ وہ بھی اس سوت ایک بھی ہی ملک رہتا تھا۔

بڑی بڑی بورتی سے میک آپ کیا تھا اور اس اول جعلی حالت میں بھی شاندار رہ

رہتا۔ مومن سارو کا خیر کسی نہیں ہر بیٹھ کا شیخ ہے جاہت ہے۔ ہو سکتا ہے اسی

بیباو پر سما یا اگلی ہو۔ لیکن مومن سارو۔ بمان اسے دیکھتا ہے اگر یہ تو یہی

سی تبدیلی کے ساتھ وہی مومنیکا تھی۔ جسیں کے ساتھ وہ رات کے پہلے پھر رقص

کرتا رہتا۔ یہاں وہ کسی قدر خاٹ بدوش اور دشی قسم کی ملک رہتی تھی۔

"تم کہوں ملنا چاہتے تھے مجھ سے۔ اور کہاں کے دیکھ ہو؟"

بمان نے مل کر دیکھا۔ شیلیفون آپریٹر جا چکا تھا۔

سے گھوڑے جا رہی تھی۔
 ”اب بتاؤ کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟“
 ”امانی رشیں سمجھو۔ پرس میترک چیز ہے۔ کا بجناپاک شے ہے اس
 لئے فتح پرس ہی کی ہوگئی۔“
 ”اپنے دونوں با تھاد پر اٹھاؤ۔“
 ”پانز دوں میں درد ہے کی خودا۔ اس نے مانی چاہتا ہوں۔“
 عورت کے تیور اچھے نہیں تھے۔ اس نے تار جھینکا۔ ملا اس کی کرسی
 اٹ لئی تھی۔ لیکن وہ در کھڑا گھٹی مونچھوں کی اوٹ میں مکرا رہا۔ پھر
 ناٹھ ہوا۔ لیکن وہ اب بھی زندہ تھا۔ تیری خاتمہ ہوا۔ نیچے کے باہر شور ہوتے
 رکھا تھا۔ چو تھا۔ پانچواں۔ چھٹا۔ اور اور۔ پھر موئی سارو۔ پھر
 نکال کر اس پر ٹوٹ پڑی تھی۔
 ”بس بس۔“ میران جھکائی دیتا ہوا بولا۔ ”کہیں اپنی کلامی نہ توڑ جائیں
 مدرسی کی ڈلی۔“
 ”میں تھے فنا کر دوں گی۔“ اس نے دعا بردا۔ دارکتہ ہرستے کہا۔ اس
 ہارہمان نے اس کی کلامی پر ہاتھ دوال ہی دیا تھا۔ خبر اس کی گرفت سے نکل
 کر در جا پڑا۔ میران نے اسے بھی دھکا دے کر دراچمال دیا تھا۔ وہ
 فرش پر چلت پڑا۔ اسے کسی سحر زدہ کے سے عالم میں دیکھے جا رہی تھی۔
 پھر اس نے چین کر ان لوگوں سے کہا تھا جو اس کے نیچے میں داخل ہوتے کی
 روشش کر رہے تھے۔
 ”باہر ہی مٹھوڑو!“
 ”عقلمند معلوم ہوئی ہوئی۔ میران سر بالا کر بولا۔“

”ڈیک میں کہیں کا بھی نہیں ہوں۔ میرے ساتھی مجھے یہ بھی پھریت
 کے لئے ڈھپ کا ڈیک بکتے ہیں۔ تمبارا آپ سے ٹیخواہ مخواہ سر ہو گیا۔“
 ”تمہیں بیان سے کہاں توں کیا کیا تھا؟“
 ”یہ نافی قیمت خاتے میں۔“
 ”مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہوئے؟“
 ”درالصل میں ایک سرور سے کرم ہوں۔ کیا تم مجھ سے بھیٹے کو بھی رکھوں؟“
 ”اوہ۔“ ہاں لڑہ چوڑک کر بولی۔ ”میکھ جاؤ۔“
 ”میکھیے! عمران میٹھا ہوا بولایا تھے پرس کی ناکامی اور کام بھے کی مقبولیت
 کے اسباب کا سرو سے کرتا پھر بسا ہوں۔“
 ”کس کی طرف سے؟“ موقق سارو یا منیکا اسے گھوڑتی ہوئی بولی۔
 ”اپنے باس کی طرف سے۔“
 ”کون ہے تمہارا باس؟“
 ”تم اسے بھیں جانتیں۔“
 ”تو تم اس نے دلائی جائیز میں داخل ہوتے ہو۔ اور سیاہ نام گرد بھی
 تمہارے ہی ساقیوں میں سے ہے۔“
 ”بیان سی نورا۔“
 ”تم سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے۔“
 ”کیا سی نورا۔“
 ”تمہیاں نے پنج کرہیں جا سکتے ہی۔“
 ”کسی نے الائی ہو گی۔“ بھیسا میرا صست کا گوئی ارادہ نہیں۔
 ”دوسرے ہی کلمے میر کی دراز سے ریوں اور تکل آیا۔ وہ استغفار ناظروں

” تو ہمیں جانتا کر قرنٹ کے پڑھنے خلکت کو لالکارا ہے ۔ ”

” میں اپنی طرح جاتا ہوں کر کیا کر رہا ہوں ۔ جہاں پولس آفسیر گزندگیوں

میں ملوث ہوں وہاں کس بات کا گریب ہے ۔ شیطان آزاد ہے وہاں یہ ۔ ”

” چپ چاپ اپنی کرسی پر بیٹھو ۔ اور میرے ہی بات غور سے سنو ۔ ”

اس نے ہمیں کیا تھا ۔ لیکن اب ہمیں ملران کو خونخوار نظر دیں گے مگرورے

جا رہی تھی ۔ ”

” کیا کاؤنٹ او لیاری بھجی تمہارے بزمیں میں شرکیں ہمیں ہے ۔ ” ملران

اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بدلنا ۔ ”

” اس سے بڑی بکراں میں نہ پہنچ کبھی نہ سنی ہوگی ۔ ” وہ زبردستے

بیٹھے میں بولی ۔ ”

” اگر ہی بات ہمیں ہے تو تم اس کے بندھے میں یہیں دیکھی جاتی ہو ۔ ”

” یہ بھی بکراں ہے ！ میں اس سے کبھی ہمیں ملی ۔ ”

” میک اپ کے معاٹے میں کچی ہم مردنی سارے ۔ یہی نوریشا منیکارا ۔ ”

” خدا کی پناہ ！ کہیں تو پہنچ بیج شیطان ہی تو ہمیں ہے ۔ ”

” ہو سکتا ہے ۔ ”

” اب تمہارا انہدی رہتا ماسب ہمیں ۔ میں اپنے آدمیوں کو طلب کر رہی ہوں ۔ ”

” یہ کر کے بھیجا دیکھو ۔ میکاں لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں گی ۔ ”

” تم آخر جا پتے کیا ہو ۔ ” وہ فریض ہو کر بولی ۔ ”

” بچوں کی بچگانجتھی کیوں کریں ۔ کیا اس میں کاؤنٹ او لیاری ہی کا ہاتھ چھے ہے ۔ ”

” ہمگز نہیں ！ اس کے ساتھ تو اس نے رہتی ہوں کہ اس کی اسکیوں

سے آگاہ ہوتی ہوں تے ۔ ”

” پھر تمہاری کی پیشتم پر کون ہے ۔ ”

” تمہارا دم نکل جاتے کا نام من کر دی ۔ ”

” تمہیرے تین تمہارے ذمے میں ہو گی ۔ اس نے بے نکری سے اس کا نام
لے سکتی ہو ۔ ”

” نام پہنچ جانتی ۔ لیکن وہ اٹھی کی کوئی بہت بڑی خصوصیت ہے ۔ ”

” تم اس کے نئے کام کری ہو ۔ ”

” اگر ہے بات شہ ہوتی تو او لیاری کی بجے کبھی کاچٹ کر گیا ہوتا ۔ ”

” سوال تو یہ ہے کہ پھر سے کتنے کم طرح مار کھاتی ۔ ”

” تم انہی سے ہو شاندی ۔ یا چرس کے ہاتے میں کچھ کبھی نہیں جانتے ۔ ”

” جانتا ہو تا تو سروے کے لئے یہوں کہتا ہے ۔ ”

” انہی پھر سے کی اسلامگاہ کے سارے ذرائع سے مافت ہو چکی ہے ۔ ”

” اور چرس زیادہ تر وہیں پکڑ لی جاتی ہے ۔ جہاں سے رہلات ہوتی ہے ۔ ”

” یہ تو حقیقت ہے ۔ ”

” بس تو پھر ہم گھٹائے کا سودا کیوں کر دیں ۔ کچھ سستا کبھی ہے اور درجن

ذرائع سے ہم تک پہنچتا ہے ان کا علم کسی کو بھی نہیں ہے ۔ ”

” بات سمجھ میں اگئی ہے ملران سر جلا کر بولا ۔ اور میرا سروے بھی کھل ہو

گیا ۔ بہت بہت شکریا ہے یہی روپروث دنے دوں گا تے ۔ ”

” رکھے روپروث دے دو گے ۔ ”

” اپنے حک کے ایک بڑے آدمی کو ۔ وہاں اس کا بھی پویں کچھ نہیں بچا رکھتا ۔ ”

” اس کے بعد تمہارا کام نہ تھم ہو جاتے گا ۔ ”

” قطعی ہے ۔ پھر بہت عرصے تک با تھر پر با تھر کے بیٹھا رہوں گا ۔ ”

کاٹ دھوٹ اور ای رہی عمران کو ایسی نظریوں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنے بھتے
کافراو اور مودعین پرست آدمی کی پھر رہا ہے۔
”تم تو بیڑا ہی عرق کرو دے گے۔ وہ بالآخر بولا ہے۔ آخر ایک دم سے دلائیا جیزیں
کھن پڑنے کی کیا مددوت تھی؟“
”اس لئے کہ میرے نے ذرن کاں دہیں سے آئی تھی؟“
”کس کی تھی؟“
”میرے اپنے دوادیوں کی جن سے تھیا چھڑا اکر تمہارے پاس جیاگ کیا تھا؟“
”وہ کہاں تھے؟“
”میں انہیں پورا خوبیوں کی پھر لایا تھا لیکن وہ مجھ سے بھی نیادہ تیز لٹک پیوں
کے بھیں۔ میں میرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں لگ آئی۔“
”ہمیں کے حصیں میں۔ اور ای رہی اچھل پڑا۔ عمران نے اس کی آنکھیں ہیں
خوف کی ملکی سی جھلکیاں دیکھی تھیں۔“

”ہمیں سے ڈرتے ہوکیں۔“ عمران اسے فرشتے دیکھتا ہوا بولتا۔
”ن۔۔۔ نہیں۔ تم نے آج کا اختیار دیکھا۔ دیکھ رپرے اختاریں ایک ہی کہانی پڑتے۔
عمران کیوں گیا کہ۔ ایسا لادا بی کی کہانی ہمگی۔ اہنہاں نے اسرا احاطا لیا تھا اپنی
ستی۔ بالآخر اُنکی باطنی بکر شیطان حکومت کا خاتمہ ہو گی۔ ایدھا دابی کی کہانی۔ اس

”اپنا اگر میہاں تھیں کام مل جائے تو۔“
”تو خوش تھیں۔ سمجھوں کا اپنی۔“
”پہبے پرس کا جھوٹ اتارو اپنے سر سے۔“
”اتر گیا۔۔۔ اب تم اپنا کام بتاؤ۔“
”اویار بھک کے میہاں ان دونوں شہاں کا یہک شکاری لوبلو فنا ناما مقیم ہے۔ میں
اس کے بارے میں کھل معلومات چاہتی ہوں۔“
”میں سمجھ گیا۔ غالباً تم اس آدمی کے بارے میں کہہ رہی ہو جو کچھ دیر پہنچ
مرسیاں نوں میں۔“
”لیس اس۔۔۔ دبی دبی۔۔۔ لیکن اس خرم کب سے میرے پیچے ہوں۔“
”قریبیاً پندرہ یوم سے۔“
”خدا کی پناہ۔ اور مجھے علم مہیں۔“
”اے چھوڑو۔ میرے درون اسی کی ایساں میہاں ہیں بخفاصلت رہیں گے۔
چاہو تو انہیں بطریقہ غافل رکھو۔ جب تمہارا کام ہر جا تے تو والیں کر دینا
بچھے منظر سے۔ وہ میرے پیچے ملا تھا مارکر بولی۔

- - -

”بلاڈ۔ لیکن اگر خسارت میں رہے تو ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی“
 ”کہا کیا چاہتے ہو۔“
 ”تم اس پرنس میں تعاب زادے کے حریث ہو۔“
 ”کیا مطلب؟“
 ”تمہارا اپنا بھائی پرنس ہے۔ تھا۔ مفادات سے تمہارے مفادات
 لاکڑا جو رہے ہے۔
 ”تمہارے سو تو پہنچی تھی۔“
 ”نبیں۔ کہا تھا۔ تمہے سریتی کر رہے ہو چکی تعاب زادے کا سمجھتے تھا۔“
 ”غمزان میں گھوٹ سارے گاہے۔“
 ”اگر یہ بات نہیں ہے تو تباہ دادا فیما بینز کس کی حکیمت ہے؟“
 ”کوئی حدود ہے مونی سادہ؟“
 ”تم نے اسے دیکھا ہے۔“
 ”بھیں وہ خود سانتے ہیں آقی اس کا منصب عام پڑا تو وارث پرنس دیکھتا ہے؟“
 ”اور پرنس صفات قابل ہر ہے۔“
 ”وہ اگر ہم دھاں جھپاپ ماریں تو کچھ سی حمل نہ ہو کیونکہ کبھی اسی سلسلے کی اولاد میں تسلیم ہے۔“
 ”غلظت بھی نہ پھیلاؤ ہے اس سے۔ وہ تمہارا اڈا ہے۔“ عمران بائیں الحکم دبا کر پولہ اس
 پر ادیاری نے اپنی بیوی کو آواز دی تھی کہ دشمنوں سے ہی کمرے میں کشیہ کاری
 کر رہی تھی فیکر ہاتھ میں لئے دوڑی آئی۔
 ”دیکھو۔ یہ کچھ پر نشیات کے ناجائز کاروبار کا الزام نکال رہا ہے۔“ ادیاری
 نے بیوی سے کہا۔
 ”بیوی بیوی نہیں کی اولی۔ عمران پولہ اس سے بیوی اس نے مجھ پر اٹھا دکے

کی لاش سے شروع ہوئی تھی۔ اور نامعلوم قاتل کو سراہا گئی تھا۔ پھر اٹھا دکے تھے کہ
 میں پہلے جانے والے کافیات کی درست اس کے چھیلے ہوئے جان لگ پیدا ہیں کی سالی
 ہوئی تھی اور پھر اسی تھی کہ اپنی بیوی کی طبقی کا ملک بالائی حکومت بھی موجود ہے جس کا
 سربراہ ایڈلاری اخلاقی اندیش اسلوب اور پورپور نیم کی استحقاق کی کہانی تھی چھڑ کر خفا افرینی
 ملک کا۔ یونہا کے ایک امتحان طلب علم کی کہانی تھی جس نے اسٹریکر پیٹن کو الجی کا اسٹریکر
 میں دھکا کر کیا اخلاقی اندیش اسلام کے لیک سامنی کا ذکر بھی تھا وہ تھی کہی بیویوں کے روپ
 میں بھی دیکھئے گئے۔“

عمران نے اور اوزار حرفی ڈال کر بیویوں سے کچھ پڑھا اور اخبار اور بیواری کو
 دالہیں کرنا پڑا۔ امیانہ سے پڑھنے کی چیزیں ہے۔ کہانی دیکھ پس معلوم ہوئی ہے۔“
 ”اوہ دعا اعمق یونانی طالب علم،“ ادیاری عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہو اپلا۔
 ”بیوی قوت اونی مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو۔“ عمران گلبا گلبا گیا۔
 ”مکار انس اور امتحان شہزادہ یاد آگئی تھی۔“ ادیاری نے شک پڑھیں کہ۔
 ”خدا کی پیغام تھا کہ ہو کہ اونچ یونانی طالب علم کی بھی تھا۔“

”پھر کبکبیں! سہیاری صلاحیتوں سے واقعہ ہبھتو اس طرف خال جانے کا
 سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا۔“

”یا اتنی بڑی بالائی حکومت اس بیچاۓ کے ہاتھ بیاہ ہوئی۔ کہیں گھاں اونہیں گھا۔
 ”خدا کر وہ تمہارا راز میری ذات سے آگے نہیں بڑھ سکا،“ ادیاری آنکھ مار
 کر پولہ اس نے اٹلی پپہ بہت بڑا احساس کیا ہے۔“

”اجبی بات ہے۔ اب تم منکر میں تمہارے خلاف کیا کیا ثابت کر سکتے ہوں۔“
 عمران اسے گھوٹتا پڑا۔
 ”خزر مژدر۔ کہو تو ادیواری کو بھی بلا لوں۔“

"ہم دونوں ہی پر کرداد فیض نہیں ملیں گے۔"

"یہ کیا بغیرت ہے؟"

"اس کے بغیر تم وہ نہیں دیکھ سکو گے جو میں نہیں دکھانا پڑتا ہوں۔ بس تو دکتا ہوں اور کھانا صرف وہ دیکھو گے اور سوٹے گے۔ کچھ بولو گے نہیں۔"

"پتا نہیں تم کی کہنا چاہتے ہے؟"

"جسپر اعتماد کرو۔ وہی کہ دل کا جو تمار سے نہ مفید ہو۔ دبیے جو کو دیکھو

اس پر سیرت کا انبار بھی مت ہونے دیتا ہے۔"

"چل... چل... پتا نہیں کیچھ ہے۔"

شہر ہی کیلیک مارت میں عران نے اپنا اولیاری کا ٹھیکنہ تبدیل کیا تھا اور
وہ الائیا جیزز کی طرف چل پڑے تھے۔

"کاش میں اولیئری یا کوئی انہایا نہیں دکھان سکتا۔" اولیاری چکارتی بونی سی
کوڑا میں بولا۔

"اپنے قرب تھیں آتے دیگی اگر اس غذیہ میں دیکھ لے۔"

"آقرم جبکہ کیا دکھانا چاہتے ہو۔"

"بس دیکھی بی لینتا۔۔۔ شنیدہ پر تین نہیں کو دے گے۔"

"اچھا... اچھا..."

دائیا جیزز بخے کر ٹیکی گون آپری کے قوس سے عران نے موٹی سارو کو
اپنی آنکھیں بچوئی تھی اسکے فون ہی پاٹھان دی تھی۔ عران جک موٹی سارو

کا جواب پہنچاتے ہوئے کہ "تم ہمہ جا سکتے ہو۔"

"بینا نہیں ہے اگر وہ جسپر اعتماد کرنے ہے تو میرا سائی ہی اس لگ بائی کا درہ
ہم دونوں ہی دلپس چلے جائیں گے۔"

تعلیٰ کا الدام لگایا تھا۔

"یہ تو مذاق بھی ہو سکتا ہے عران۔ اولیئری سے بولی: اگر تم تے اسی کوئی بات اولیئری کے نئے بھی ہے تو وہ پچھلے بھی ہو سکتی ہے۔ کچھ نہیں بیال سارے جنم کے ذمہ دار تماں کے حافظت بھی ہوتے ہیں۔ انہی کی وحدہ افرادی کی بہنا پر بھرپور اولیئری وال پڑھتے ہیں۔"

"اپنی بات ہے" عران سر بلکر بولا۔ میں تبدیل بے بکھرے اسے شریعت
آدمی تیسم کئے لیتا ہوں۔ لیکن آج رات اسے میرے ساتھ ہاگر گوارنی پلے ملے اور
میں اسے بہت کچھ دکھا دل گا۔"

"مجناؤ۔۔۔ میں ان معلمات میں دخل اندازی نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ ایڈا دا ادالی
بات میرے پتے نہیں پڑا ہی۔"

"بگاں بے" عران سر بلکر بولا۔ پوسیس والا ہے نا۔۔۔ اسے شہر کرنے کی خواہ
ہو گئی ہے۔ متنین آدمی جعلاتی بڑی سختی سے کس طرح ہملا کرتے۔

"میں آدمی....."

"ہاں۔۔۔ آں۔۔۔ دو دن ہیں میرے ساتھ۔۔۔ کی تدریغ و نسب میں اس کے
میں تے انہیں اپنے ساتھ ٹھہرا نامناسب نہیں سمجھا تھا وہ سری بچک میم ہیں۔"

اوپاری اس دو دن میں قاموش میٹھا کچھ سوچتا رہا۔۔۔ اس وقت یہ
بات تھہر کی تھی اور چھر سر شاہی عران نے اولیئری کو اپنے ساتھ چلے پر آمد
کر لیا تھا۔

"لیکن پیلے تم میں کوئا نہیں ہے۔۔۔ عران نے اس سے کہا۔۔۔ یا پھر بچک جیاں
ہم اپنے یہے تبدیل کر سکیں؟"

"میں نہ نہیں سمجھا۔۔۔"

”بگو اس مت کرو۔ میں بال تو گاہنجو دشیں ہی کی پڑی گی... میرے کام کا کیا سہا؟“
”تمہیں علم نہیں دکیا ہوا ہے؟“
”لیکن ہوا ہے؟“

”وہ شامل خانہ بدوش... کافر نہ کاری کو لمبی پوچھتے گی۔“
”لیکن ہوا ہے؟“
”موفی سارو کے لمحے میں انتہیات۔“
”اویاری کے پاس اُس کے اس بزرگ کا واثت کی تملکتی جو سالانہ ملکہ اللہ
کے خلاف صلیبی جنگوں میں لا جھکاتا۔ وہ خانہ بدوش اس خوار کو اٹا لے گی۔ جاتی ہو
بر عالمی میں اس کی کی تیمت ٹکے گی،“
”نہیں؟“

”کم از کم ڈھانک لائی پوچھتا ہے۔“
”خدا کی پناہ۔؟“

”لیکن ابھی تک اویاری نے سرکاری طور پر کوئی کاروائی نہیں کی۔ واتی طور پر
نکاسی کے راستوں کی ناکہنندی کراوائی ہے اور مجھے قیمت بے کفایہ بدوش اولیا سے
باہر نہیں جا سکا!“

”اے تلاش کرو۔“ وہ پرچم بچھے ہیں پولی۔ ”خوار سیست اسے سبقافت باہر
نکال دوں گی اور تمہیں سبی متناگما عادمنہ ادا کروں گی۔“
”یہ اسی لئے ساختہ رکھا ہے۔ لک دپر ٹکرے میں تمہیں اس کا پتہ پتا دوں گا!“
”پیشی کچھ کرم دکار ہو تو بتا د۔ تم نے پڑی ابھی بھرستانی ہے۔“
”نہیں! شکرے یہ مجھے تم پر اختداد ہے۔ تم اختداد کر دیا رکھ رکھو۔“
”نہیں نہیں... مجھے کچھ تھا پر اختداد ہے۔ وہ جلدی سے پولی
میرے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟“

آپہر پڑنے پر جہار سے رابطہ قائم کیا اور مالتاخ انہیں اجازت مل ہی گئی آپہر
جی انہیں مونی سارو کے فیض ملکے گیقا۔
”مونی سارو پر نظر پڑنے کے بعد اویاری نے جانے کی طرح خود پر قابو پایا۔“
”یہ کون ہے؟“ مونی سارو نے اسے مگر تے بہتے پوچھا۔
”میرا ایک گوناگا ساتھی۔ جس کی ناک نکتے کی ناک سے مجھ تیز ہے اس کو کسی کو
پرسنگا دو۔ چچاہ لدھی اسے جاپکرے گا۔“
”ادھ میٹھو میٹھو۔ تمہارے پاس بھی زیادہ تر کام ہے کہ آدمی مظلوم ہوتے ہیں؟“
”مران نے اویاری کو بیٹھتے کا شارہ کی خاص اولاد پر چھوٹا ٹھاکری نظر انے لگا خا
”کہہ کیجے آنہوڑا؟“

”سب سے بیچ تو تم یہ کتاب پڑھو،“ مران نے تھیسے کا بنتکا تھے جو
کہا، امریکے ملکر صحت کی طرف سے سرکاری طور پر شائع ہوتی ہے اس میں اس
سے بحث کی کہی ہے کہ جس قائدہ مند ہے یا نقصان دہ۔ ملکر صحت کے مبنی آفسس
ڈاکٹروں کا شفaque نیصلہ سنو،“ اس نے کتاب کے درق الٹا کر ایک بجگہ سے پڑھنا
شرود کیا۔

”چوس ن تو خداونک بے اور نہ صرف صحت ہے اس کے بخلاف زیادہ کام کرنے
کی طرف راغب کرتے ہے... اور یہ ہیں لیڈی ڈاکٹر فلاور کاروں!۔ ڈاکٹر لارڈ بیٹھیں
ڈاکٹر موریک برلنگٹی! یہ کہتے ہیں کہ پرس کے سلسلے میں یہ صدیوں پر لانا اخلاق فرض نہ
ہے... لیکن مجھیں؟“

”تم مجھے کیوں سارا بے ہو؟“
”یہ مت ہبڑو کوئی میساڑی طور پر چھوپ سیستان کا اکینٹ ہوں۔ اور اس تو شاندیم
باندھا بدل طور پر جس امریکہ بھجو اکٹھیوں زریمدار کا سکیں ہے۔“

”آرام میے ہیں۔ العکس نہ ہو جائی نہیں جیسا کہ دیا گیا ہے اب وہ کلے آسمان کے
پیچے نہیں ہیں۔ کی تم ان سے ملتے نہیں“
”اب سی کام نہیں کریں ملے کا“
”مہاری مرثی ہے“
”ھر درود و بہال سے ملے آتے تھے۔ اور دلائلیا جائز سے باہر قدم نکلتے ہیں ایسا یادی
نے لندنی ٹنڈی کا یاں کجھ شروع کر دی تھیں“
”ابھی نہیں لیتا ہوں حرام زادی سے۔“
”بس، بس ازیادہ تیرنی دھکا شکی ہو دست نہیں اگر فی الحال تم نے اس کے خلاف
کوئی تدمیر اٹھایا تو اسی انتیں کلے پڑیں گی“
”میں نہیں سمجھا۔“

”کھر جلو۔ الہیان سے ناتیں ہوں گی۔ اور اب عمومہ تکار میرے ہوا کر دو
اوہ فیروز نہیں سے ملتا کچھ پورٹ درج کر کے اس کی پیٹھی کر دو“
”میری عقل کام نہیں کر رہی۔ کھر جلو کر کی کچھ سوچیں گے“
”ابھی الیوریا اس کا انکو مرد کرتا اور مونیٹھا بھی الگ اس درود ان میں آ
جائے تو اسے سبی برداشت کرتا۔“
”میرے بس سے باہر ہے“
”بس تو پھر تم کامیں میں نہیں پڑھی مار دو“
”میری عقل کام نہیں کر رہی ہے“
”کھر پید پکر کرے گی؟“

سب سے پہلے ۱۵۰ اسی حارث میں بنتے ہے جہاں سے میک اپ کر کے
چلتے۔ اولیاری کا میک اپ اتنا نہ کے بعد عران نے اپنا میک اپ پوری

لڑ جاتا رہتا۔ موچھیں اور دلگ برق رکھی تھیں۔ چھڑا دلیاری کی تیام کا ہ پر پنچھ
پیلا سوال موچھا ہی سے ملتا کی تھا۔
”کیا وہ کچھ کھمی پیاں رات میں بھی اگر تھے ملکے ہے؟“
”اکثر وہ بیشتر جب می رات کی ڈیوبھی سپرہ تھا اور یہاں سے ملکہ تھی تھی۔“
”ہوں...۔ تھہاری خواجہ خانی ہوتی ہو گئی؟“
”ہاں...۔ وہ میرے بیشتر پری سرداری تھی۔ ملکے موقع۔“
”بہت جلو! اب بھی اپنی خواجہ میں کے پل۔“
”آخر کچھ تباہ ہی تو؟... اولیاری جھنپٹا کس پل پر
”وہیں پیدا ہوں گا۔ خواجہ کا جا شہر یعنی کے بعد تھیں کرو۔ پڑی دشواری میں
پڑتے والے ہر دن سفیر تھا عابزادے نے تھہیں بھانسے کا پل پر اپنا انتقام کر کا
ہے تم سے پیدا ہویاں سہا ہو گیا تو اس کا اعلام ہو کر رہا ہو گیا اس کے لئے ایسا کہا
انتقام کیا گی جو کہ اس نہیں بھکے اور اس کا لک جائے۔“
”چلو!۔ اولیاری اسے خواجہ کی طرف دھکیت ہو اپنا بڑھا خواجہ سہنس
پیدا کر کے جو دشت زدہ کرنے کا کوشش مت کرو۔“
عران اس کی خواجہ میں آیا اور پر تشویش نظر وہ سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔
چھڑست کے قریب جا کر لہڑاٹ دیا۔ میک کی بڑی خوبصورت مسہری تھی۔ عمان
بغدا اس کا جا شہر لیتا رہا۔ اولیاری پر اسامنہ بنائے اس کے پیچے کھڑا اتنا اس
کے چہرے سے تھکن اور سیاری ظاہر ہوئی تھی۔
”اسکیلی ڈائیور اعلان پنداہت ہا تھکن بھی ہے جا کر بول۔“
”کیا صیبست ہے! اس دشت اسکیلی ڈائیور کیاں تلاش کرتا ہوں؟“
”خیر خیر نہ کرو۔ ابھی تھہاری میرے اولیاری رشت ہو جائیں۔“

اس نے جیب سے قلم تراش چاہو نکالا۔ اور ایک جگہ کا اسکریپٹ میلا کرنے لگا۔

”ٹھہر دے لاتا ہوں پاشہ بتایا کہ درینا، او لیاری پر کھلا کر پولا
او لیاری نے اسکریپٹ رائجور تلاش کر لیئے میں دیر نہیں کھانی تھی دیئے اس
کی دل پسی نہیں ایک اسکریپٹ کمال ہی چکا چنا۔ چھتھا اسکریپٹ کمال کر اس نے
خنہ فریم سے بٹانیا خدا اور اندر ہائٹھاں کو کچھ ڈھونے کا مختہ پروردہ سے ہی
لٹھے میں کاقدیات کے پلندے اور سب سب اکہ بھرنے لگتے۔ اور ایک چھپڑا سارہ
لکھ سمجھی نکلا۔ او لیاری کی آنکھیں بھرت سے بھیل گئی تھیں اس نے جھپٹ کر
خواب کاہ کا دردناہ ہند کیا اور اسے پول کسکے پھر عران کی طرف پڑت آیا۔

”یہ دیکھو لاٹھا ایزیز کے سبابات کے رہ بڑیں۔ یہ داؤ پڑے اور اس سوٹ کیں
میں نیشت کی کچھ کچھ تھوڑا مہربانی پھر عران اگر بھقی سے اٹھ کر او لیاری کو سنجھاں
نہیں تو وہ چکا کر فرش پر ڈھیر ہو گیتا۔

”بہت بہت! تو لاش کا بھی پیٹاں چلے گا۔
تعاب زادے کی تو لاش کا بھی پیٹاں چلے گا۔

”میں ٹھہر دیا ہوں۔ میسے دوست۔ ب۔ ی ہماری ہوئی آوازیں پولا۔
”عقل ملکاتے نہ کھی تو سچ چ ٹو۔ س۔ س۔ اب تمہیں میرے مشوروں
سے سرو اخوات نہیں کرنا... بچے۔“

”کچھ گیا۔“ دہ مردہ کی آواز میں پولا۔
سوٹ کیس سے بیرہ فین کی خامی مر تدارس آمد ہوئی تھی۔

ایک گھنٹا بیک وہ ان کاقدیات کو آشناں میں ملائتے رہے تھے بیرہ فین گلڑ
میں بپاری تھی۔ او بیوی یا سوچکی تھی ورنہ اتنی آسانی سے کامیاب نہ ہو سکتے۔

”اب سندا عمران بالآخر پولا۔ اپنے بندگی کو دیکھ کی تکوار میرے والے کو دیکھے
ٹھافت رپورٹ درج کر اور اسی وقت یہ فریز پیسی کو سیکھ پڑھا تو تاک مجھ کے اخبارات بوجھا
کی پہشانی ٹھٹھی کر دیں اور ہاں میری عدم موجودگی میں اس کے ساتھ تباہے بہتا ہے میں
کوئی ذری شذماجہ بیسے البتہ اب اسے بیوال رات سرکرئے کا موئی ہر گز نہ دینا۔“
”میں دیکھ کر دیں کاچوٹ کھو گئے۔ پچھے چنانچہ تھیں ذریشہ رحمت بنا کیجھ بیسے۔“
”نکا اسی کے راستوں کی تحریکی باتا مدد طور پر وحی کو دینا۔“
”ایسا ہی بھگا۔“

”خوار لاؤ۔ اسی تکوار سے تعاب زادے کی گردی اٹا دوں گا۔“

اُدھے گھنٹے بیداں نے پھر دلائلیا جیزس سے فون پر رالیڈ قائم کر کے مومنہ مارڈ
سے لٹکو کا آغاز کی۔

”تمہارا اکامہ ہرگی کی ہے، لیکن دم بھی کسی تو۔“

”پتاڑ جلدی سے یاد پر اشیاء تجھے میں بولی۔“

”دو مہار پوتلانڈ۔ مقامی کرنٹی میں نہیں۔ اسٹرلینگ...“

”منظور ہے۔“

”ہوشیں والی شید کے چالک کے توب پام کا سیاہ گلاب ہے۔ پیکٹ اس میں ڈال لیا
جو تک پیچ جائے گا۔“
”تم کیوں نہیں عوچکے؟“

”مصلحتا۔ لیکن ایک بہت سے کے بعد ہر دو ہوں گا کچھ کچھ بکھ پس اور کچھ بچے گا
مندھٹ نہیں پڑ سکا۔“

”دہ کیا ہے؟“

”ہوشیں کے دو میں کوئی تصور نہیں تھی۔ لیکن دعوی کی تصوریں تھیں جس کی انتارات میں اگریش
شانداں کی کوئی تصور نہیں تھی۔ لیکن دعوی کی تصوریں تھیں جس کی انتارات میں اگریش
کا پیکٹ سے گا۔ نکال سے جا چاہو اور سیری و پیچا گل جیاں جی کچھ بچے میں مشترک ہو۔“

”لیکن اگر دو مہار پوتلانڈ سے تو میں تھیں وہ کیوں کا۔“

”دہدہ خانی میرا شیدہ نہیں ہے۔ پیچھو سے آؤ۔“ غصباں بچے میں کبھی اور
سلسلہ منقطع ہو گی۔ عروان نے طویل سانسیں لیں۔ اس کے پوتلوں پر اسردہ ہی سکر ہٹ
تھی۔

چھر افتے گھنٹے کے اندری مونیکا اسی شکل میں دہاں آپنی جس شکل میں دہاڑی
کے لگھ پر میں بھی عروان کو دیکھنے کو کھو چکا ہو گیا۔ میں تیاں ہو دیں۔ بھرپو۔ درست۔“

عروان نے بڑھ کر رجب میں اپنا تم وہ فرما ہیں لکھوایا تھا۔ بلکہ عروان ہی کے نام
سے کرو جا سکتا تھا اور اپنے اصل کافیات دکھائے تھے
میخ کو سب سے پہلے اس نے دلائلیا جیزس سے فون پر رالیڈ قائم کرنے جیسے کو
بوجایا۔

”میں یہ تجھی بیچن کی آوارت آئی۔“

”ار دد میلے اگی اعمان بولا۔“ دیکھو بیکر وارا۔ اب تم دلوں دہاں سے بھاگ لو۔
ہی ادم فتح۔ پھر کافنام میں جاڑا، بوزت کا جھا صفا یا کر دو۔ ہوشیں والی شید کے چالک کے
قریب سب پا کیا ہے۔ گلابی اس میں تین گھنٹے لئے ہوئے ہیں دو مہار پوتلانڈ کے کرنی نہیں
کا پیکٹ سے گا۔ نکال سے جا چاہو اور سیری و پیچا گل جیاں جی کچھ بچے میں مشترک ہو۔“

”ہات کچھ میں نہیں آئی۔“

”بکوس مت کرو۔“ جو کبھی ہے اس پر عمل کرو۔
سلسلہ مقتطع کر کے دہ آنکے انترات دیکھنے لگتا۔ وہ فرما گئی تصور نہیں شان
بھی تھی۔ لیکن اوٹ پنگ سا حلیر تھا۔ لیکن دھرمی ہرن بڑھ کے رئس کی تصوریں ہو رہے
تھیں۔

”یہ تو بہت سا ہوا۔“ دہ آپس سے بڑھ رہا۔ اس کا دھیان ہی نہیں رہا تا فر
دیکھا جائے گا۔“

کس کے کافرش خون کا تالاب یعنی جدید گاہ
”امن اورہ بہنس کر بولی“ میں تمہاری امداد کرنے آئی ہوں۔ اور تمہارا سارے
پانے کے نئے نئے پورے دو ہزار پاؤں تک خوبی کرنے جیں اور یاری کے فرشتوں کو
بھی علم پہنچ کر خوب کہاں ہو ۔
”میں کیے تینیں کروں... تم اس کی دوست ہو۔“
”تم سبی تو اس کے دوست ہی نہ ہو۔“ اس کو کہاں سکلانی۔
”اس کی تیمت کم از کم دلائل پوچھ لمن۔ شے گی؟“ گرانٹ نکلا رہا تکر پولوا۔ اور دلائل
سے پڑا میرا بابو بھی نہیں ہے۔ دوست کی ہمیزی ہے؟
”میری دوست کے تینی سارے نیتیاں سے باہر قدم بھی نہیں نکال سکے گے اس کے آدمی سارے
راستوں کی گلغلی کر سے ہیں“
”تم کہاں کی ہو رو انکل آئیں؟“

”میں... میں تپڑ پرمی جوں کسی تیمت پر بھی تھیں فناٹ نہ ہوتے وہنگی میں تم
کی کاتی چلنا زندگی میں پہلے مرد ہو۔ جسے مرد کہنے کو دل چاہتا ہے“
”آہ۔ یہ تو خوشیست ہے سری یا گرانٹ نہیں کرتا عورت جیکا تما جہاں اپلا؟ اسی تینیں
آگی کرتم میں سی سی عورت پن کم مردات پن زیادہ ہے“
”ایمی اور راسی وقت میرے ساق تکلیل پڑے۔ باہر ایک بند گاڑی مر جو بدبستے ہیں
یہ نکوار۔“

”نکوار کے بغیر میں قدم بھی نہیں لکھاں گا یہاں سے؟“

”دیپ رکھ کر۔ اگر پہلی والوں کی تو یہ ہلفتہ گئی تو دشواری ہو گی؛ اس نے میکی
پین رکھی تھی اسی اس کے ذہن میں اسی لیے ایسے بسا میں آئی بھی نکوار
کو کھا کر لاسک۔

”لاڈ توار مجھے درود پیٹھری نہیں تکلیل پڑے۔ کرنی ہو تو ساختے ہے تو سوت کہیں میں
چھپڑ پڑے“
”گرانٹ نے احتمال انداز میں تووار اسے مخادی پڑے درستہ بھی نہیں میں ذہنی
ذھانی میکی میں چھپ پکی تھی۔
”ادرود بہر نکالی چلے آئے تھے بند گاڑی انہیں دیکر سیدھی دلائیا بیز کی طرف
روشن ہو گئی تھی۔ اور وہاں پہلے چکر منقی سارو کے نیچے کے سامنے بھاڑکی تھی۔
”آہ دو۔ یہ اس نے غرائب سے کہ۔
”وہ احتمال اور تحریر ادا نہ ادا میں چاروں طرف۔ جیکتا جہاں جلوں اپلا۔“ یہ کتنی سی
گلکھے۔ کیا چیز ہے۔ دادا... دادا...“
”تم بھیوں کی پیارا گاہ آؤ رہا اس کی آنکھوں میں دیکھی بھوئی مسکانی۔
”خوب تھا تم کجا بیسیب پھر اور۔۔۔ اور۔۔۔ اپنے یہ قیصلے کی صدر ہوتی ہو۔“
”بھی کچھ لو۔ اگر میرے ساتھ رہتا چاہو تو سال بھر میں کوئی ٹوپی نہ آؤ دے۔ طاقتور
ادریسا در پور۔ بد معماشی کے داروں پچ سکھا ڈھنگی۔ میک اپ کا مامبر نیا دو گئی اور اوسیاری
بیسے تمہارے تدوینوں میں بھر گئے۔
”سندر اور پرچھ ادا نہ ادا میں اس کی طرف ہاتھ بڑھا جاؤ چکلا۔ مونیکا نے پناہ گاہ
اس کے ہاتھی دے دیا۔ احتمال۔ پھر وہ اسے خیڑے میں لائی تھی۔
”کی پڑیگے؟“
”شکریہ اسکی نکم کا بھی نہ رہنیں کرتا۔ جی کہ تباہی نہیں۔ صرف چاٹے یا کافی؟“
”یہ بہت اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن عورت۔۔۔“
”اچھی لیکن کوئی اس مرد کی ست اثر نہیں کر سکی۔“
”اس معلمانے میں بھی با امول صدر ہوتے ہو۔ جیکیتے پاؤ ٹھرم اپنی طرح

ہرگز نہیں کہے گا۔
اب تو تم بیٹ پیاری اگ رہی ہو
چکی دشی ہی مسلم ہوئے ہو تم مجھے مڑ جاؤ ہو گے، اس نے نشیل آنکھوں سے
اسے گھوڑتے ہوئے کہا تھا۔

چکی متاثر رہی ہو
موٹی ساردنے کی بھائی تھی اور ایک دعشت زدہ ساہی نئے میں داخل ہوا
تھا۔

اں دو فوں یہ غایلین کو بیان لادو، اس نے تکلانہ مجھے میں کہا اور وہ کہا شستی
غام کی طرح اس کے ساتھ جھکا تھا اور شستی نے نکل گیا تھا
مکری دیر بعد اس کی داپی ہر قیمتی ادا اس کے چہرے پر ہوا نیا ادا رہی تھیں
سنس... سی نریشا... وہ... وہ... جگاگ گئے۔
کیا... وہ دہراتی ہر قیمتی تھی اور میر پر سے گپڑے کا پاپک اٹھایا۔ تپنی
ہر قیمتی کا پٹ رہا تھا۔
مامفون کر لاؤ۔

بب... باہر موجود ہے۔ کی فریٹا۔
وہ سراپہ دہ کی طرف بھیتی تھی۔
حکم... اور ان ہاتھ اٹھا کر جولا۔
وہ کس کی طرف مٹی تھی اور ہاتھ ملا کر ہبھتی سے باہر نہبھتے کہا تھا
میں تم می خلفلوں کو اواروںی
کھال کرنا دوں گی ان کی
میری موجودگی میں ناٹکن ہے۔

گزارہ کر لکھیں گے۔

”فی الحال توار کی بات کرو۔ کم از کم دو لاکھ پونڈ میں فروخت ہو گی پچاس ہزار
تمبا رے“

”میرے لئے پچاس ہزار کی حقیقت ہے، چاہو تو دو لاکھ میں میرے ہی ہا۔
فرغت کر دو۔“

”اوہ... اتنی بال دار چوری۔“

”بنی اسرائیل جان... ہم کروڑوں میں کھیلتے ہیں۔ میں حسب وصہ
تو کوئی سیست تھیں اول یا میں منور نکال دوں گی۔ اور تم ایک ایسی آدمی کے پاس چکر
گئے ہیں پر ٹھکلا۔ اس کے بعد تم بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ گے اور دیواری میں
تمبا رے بوٹ چاہیں گے۔“

”سوال تو ہے کہ تم اس طرح چاہک جو ہک کے آہتی ہیں؟“

”میں بیان کی ایک طاقت رخ نہیں ہوں، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی کسل
حکمی“، اگر ایسا ہے پونتا تو اور یاری کے سر پر سوار ہوئی۔

”کیا وہ تمبا رے اس روپ سے دافت ہے؟“

”نہیں۔ سید بیان کی ایک نازدیکی رئیس زادی بھتائے۔ بیان بزمیں از عصیت
نم ایجی دیکھ لے گے۔ ذرا در عصیت۔“

”وہ شیخے سے ہا اہ عکانی تھی۔ اور عکان بونقون کی طرح آنکھیں پچاڑ سے ملی
عرس پیش کے اس نٹ کی ایک ایک پیڑ کا جانشہ لیتا رہا خدا دیواری سی کی خاندان
خوار سائنسے میز پر رکھی تھی، اس سے گھنٹے کے نیوں میں کمیشیت مونی سار خود ہیں
دلخیل ہوئی تھی اور عکان سیرت سے پڑا۔ اسے تم تو بالکل بدل گئی ہو۔“

”اڑیماری بھی دیکھے تو مخفی تھوڑا اسی میں مشاہد کا دھوکا کھائے گا۔ موہنیا
کا دھوکا کھائے گا۔“

لیں مطلب ہے۔ تم بیری موجود گی میں کسی مرد پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتیں؛
وہ نہیں پڑی تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی بڑی بڑی تھی؛ وہ مرد نہیں
بلکہ عذرتوں سے پدر میں کہان سے وہ آدمیوں کی تحریکی نہ کی گئی؛
کوئی اور رسترا فے درد... مار نہیں سکتیں؟
”اچھا... اچھا... تمہارے بھتے سے انہیں معاف کر جاؤ گی۔“

--

”آن کی بہایت کے ملائیں جیسیں تے دشیر کے پھاٹک کے قریب داسیا
گلے میں ہاتھ ڈالا تھا اور وہ ہزار پونڈ کے تو فول کا پیڑوال بردا کر لیا تھا۔
” تو پھر کیوں نہ اسی بڑل میں تباہ کریں؟ اس نے جزنت سے کہا
”میں تو وہیں خوش بخا۔“ جزوڑت بولا
”ہاں۔ بیباں تمہاری کچھ اس شنے والی کوئی نہیں پہ گا۔“
”خیز دیکھ لو۔“ جزوڑت مٹتی سانس لے کر بولا۔ ”اگر کچھ دھماک کی رُکیں ہوں
تو یہیں ذیرہ ڈال دو۔“
”ہاشم۔“ جیسیں اچھل پٹا اور اس طرح آنکھیں پھالا۔ پھالکو سے دیکھنے کا
یہے اس کے سر پر سینک ملک آئے ہوں۔“
”اس نثار کیوں لا بکھٹا سالا؟“ جزوڑت اور دمیں بولا۔
”یہاں... دلکوں کی بات تکر سب سے ہو گئی۔“
”ہاں سالا...“ تمہارا سرپت رحمت کا آسرا ہے۔
”تب تو ہماگ تو بیان سے۔ لیکن نہیں بڑھ۔ میں اندر جا کر دیکھت ہوں۔“
”جزوت پھاٹک بی پر سکھرا تھا اور میں بول کے اذکر چلا کہا تھا تو اسی دیری پر
دہ داں کیا تھا۔ لیکن پھر سے پر ایسے ہی آثار تھے جیسے کوئی ایسی بڑھ لایا جاوے۔
”اندر پر سس ہے۔“ وہ جزوڑت کے ہارے میں پوچھ کر دی ہی پسے اپناریں

رات کے کھاتے کے بعد عرب اور مونی سارو و لادیا جیز سے نکل کھڑتے ہوئے تھے منہ مبارک
نے گیراں سے سیاہ بلک کی بیک ٹکوانی اپنی اور وہ دو فون کسی نامعلوم منزل کی خواہد یہ
روانہ نہ کر کے ختنے اگر اسکو ٹوہر نہ کرتا تو وہ ان کا تعاقب ہرگز نہ کر سکتا۔ رات کو ٹوہر فیض
کے آس پاس پیکیاں نہیں ملی تھیں شہری ایادی میں ان کی کالائی اس عمارت کے سامنے
رکی تھی جہاں جہاڑاں پینے یوں کے دفاتر تھے جس نے بھی اسکو ٹوہر و کاٹا اور پیدل
ان کا تعاقب کرتا ہوا ایک کھنپ کے بکانگ تھنک آیا اعضا شہزادوں نے کہیں کھکھ
خوبی سے تھے بیان روشنی میں جسیں نے مونی سارو کے سامنے کو عزت سے دیکھا وہ بیکا پا
پڑتے کے بار چوہ دیجی پہنچا جاسکتا تھا عرب کے طارہ اور کوئی نہیں تھا ان کے کاڈا مژہ
سے مبتے تھی جس نے یہ بھی معلوم کریں کہ انہوں نے جزویہ میٹی میں لیٹکھ کی کھلکھل تھی
ہیں اور اس پین کا اسٹبرٹھیک دو ٹکھتے کے بعد اول بیجا کا ساحل چھوڑ دے گا میں
نے بھی ٹکھٹ فریو لیا تعاقب کا سلسہ ٹوٹ چکا تھا وہ دہان سے سیدھا اپنے
اسی جو ٹھیں میں واپس آیا جہاں ہو زف مقیم تھا۔ پوری کہانی ساتھ بھرے اس نے
ہو زفت سے کہا۔ پورے ایک ہزار پونڈ گھم اپنے پاس رکھو۔ لیکن معاملہ میں پوتل
لیو میس سے آگے نہ بڑھتے دینا یا

لیے ہی مراتن پریں اپنی رنگلت کو کوئے لگنا ہوں۔ ہو زفت
مشنڈی سانس کے کو پلاٹھی جاؤ۔۔۔ نہیاں میں مجھے کوئی حادث تھی سرنزہ پر کسی
پے اس نے پوتل سے باہری تھنکل کا۔
”اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے میں نے موس کیا ہے کہ یہاں کی عورتیں کا کے
آدمیوں کی تاک میں رہتی ہیں۔۔۔“
”زیادہ بکار کی ضرورت نہیں۔ میں دو حصہ پشاپر نہیں ہوں۔۔۔“
جسیں خود رکھی دیہی بعد بند رکھا کی طرف جا رہا تھا۔

اس رقص کی تصوریں ہیں جو انہوں نے پوتل میں ایک بولا کی سامنے کی خدا اور یہ
جز بھاگ ہے کہ وہ اپنے دوست پوچھیں آفیس کی خاندانی خوارے سے بجا گئے ہیں۔
”یہ کیسے مکن ہے؟“
”نام لوڈ فناٹا چھپا ہے۔“
”پتائیں ہیں کیا پکھ چھپا ہے؟“
”میں نے تباہ سے لئے کو حاصل کر لیا ہے۔ تمہیں طہر و گے اور میں
ہنچھٹی کے تھے جاؤ گا۔“
”کیا کو تھوڑا ہے؟“
”اس عورت مونی سارو کا کوئی پچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ لادیا جیز وہ اپس
جاڈوں کا درستہ میک اپ میں۔ تم اپنے بلک کی وجہ سے دہان شپے کی نظر سے کیجے
چاہے گے؟“

بات تو تھیک ہے۔ اپنی بات پے جو کچھ میں آئے کرو ہے
پھر عورت دہیں رہ گی تھا۔ اور میں پکی کے میک اپ میں پھر دلائیا جیز
کی طرف بیل پا تھا، اس بار اس کے بال سنبھلے تھے اور اسکو پرستار کیک شیشیں
کی میک تھی۔۔۔ ایک بار پھر وہ لادیا جیز اس کا سکن ہے جیسا کہیں نہیاں کھائے کو دوڑ
رہی تھی پیکی والا لگہ اب ہمیں دہیں تھیں تھا لیکن کوئی تقریب پیرا تھات کچھ میں نہیں
آرہی تھی۔ عرب ان کی زبانی پر اس کا علم ہے جو بچا تھا اس نے
چرس کے انسس کے قو سط سے دوست پناہ کی اسکا بھی خارج انہیں تھا
اس نے ملہر پتا کالائی کو عرب سکھیت وہ فنا نامونی سارے کیجیے میں مقیم ہے
جب گرم تھی اس نے اس نے کھڑے گھاٹ ایک اسکو ٹوہر خود رکھی خریو لیا تھا
نہ خریو تا تو وہ رات اکھر میں ہی کافی پڑی اور وہ غدو کبھی معاف نہ کر سکتا کیونکہ

ستا۔ جب تکیہ یہ مسلم ہوتی تھی کہ اس کے پرواد اکتوبر ای خصا بہت کافر عاصل تھا
پادشاہ کے اپنے ہاتھوں سے اندر کٹ نکالا کرتا تھا اور جانور کا اختاب بھی
خود بھی کرتا تھا۔

میڈیلینیا تو بھروسٹ جگ تھی۔ پھر یہی زین پر استئن عمدہ جنگل اور سبزہ زار ہیں
نے پیدا کیے ہیں اور کچھ تھے۔ اگر اسے خوبشہوں کا جزو یہ کہ جاتا تو یہ جانہ ہوتا
ہر طرف یہی ہوں کے ہوں کے ہوں لے ہوں لے خوار آئے۔ ان میں سے کچھ کھری راستوں سے آئے
اور کچھ جزو یہ کہ پھر یہ اسے موڑوں کے ذریعے آئے۔
جیسیں نے ایک مرستہ نامہ سیدر ران میں قیام کیا تھا۔ جو تھا بکیل سے زیادہ
دور نہیں تھا۔

شام کی چاٹے پیتے دت ایک ہینڈ بول پر نظر پڑا۔ دریل کچھ دیر قبل اسے
میز پر کوکی تھا۔ ہستیں اطا لو ای اسکا گیری دنوں زبانوں میں چاپا گیا تھا۔
معقول نہ تھا۔

”کیسل پارک میں نماشے کی رات سیاہوں کو مژدہ اطا لو یہ تھی
وکر کہایوں کی ڈرامی تکلیف۔ اور احمد سین پر دگام۔ سینٹر کے
ایک تباہی دوست کے کرتے۔ جو اور اپنے نماشے کا ہے بھے ہے۔
نشان بازی کی بستیری ایسی افسہم اکام کے دہم دہان میں ہیں ایں
اُنکھیں ملکت پر بارست کیل سے حاصل کئے جائیں یا سیاہ
ان ہر ٹلوں کی انتظامیہ سے رجوع کریں جیوال وہ تمکن ہی۔“

”قبائلی دوست ہی جس نے طبلی سانسے کر آئیتے کہ ایا ہے کی فرزوں فرزا
کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟“

اسٹریڈ سے دن دس بجے سے پہلے میڈیلینیا نہیں پہنچ کا تھا کہیں بھی
چھوٹی نذر کا ہوں پر جیکر کہ برا آیا تھا۔ اور یہ اچھا ہی برا تھا اور نہ جیسیں کو تعاقب
میں دشواری پیش آئی۔ میڈیلینیا اس کے لئے بالکل ہی نئی جگہ تھی اول، دیا میں تو خاصا
گھوم پھر ریا تھا۔

اسٹریڈ سے اتر کر تو تعاقب میں بالکل ہی دشواری پیش ہیں آئی تھی دہیں
ہی جا رہے تھے۔ اور ان کا سامان ایک مقامی آدمی احٹلے ہوئے تھا۔ عمران
کے ہاتھ میں اسی کے قدر سے بھی اور سنپا ایک جیب رفیع کا ڈال دیا تھا۔ غلبہ پوری نثار
اس ڈالنے میں پر شیدہ تھی۔

مغوروی دیر بعد وہ دوڑن یک قلمدرہ نامہ راست میں داخل ہوئے تھے اور جسین
پاہری کھڑا اٹا پتارہ گیا تھا۔ یہ کوکش تیزی کوئی نہیں تھی اور نہ ہوئی عمارت تھی اور نہ ہوئی کسی
کی رہائش کا گاہ مسلم ہوتی تھی۔ باہر سلک اور بارو دی آدمیوں کا پھرہ تھا مونی سار
کے استقبال کے اذاز سے صاف تھا ہر جواہر تھا جیسے دہ پیٹے ہی سے اس کے
منظور ہے ہوں۔

مغوروی دیر بعد اس کے پاس اس عمارت کے میں سے متصل فلامی ملبوث
اکٹھا ہو گئیں۔ تھیں سیاہ اٹھا۔ ایک طاقتور سیاہی لیڈر اول للب مارکوئی،
سیاہ اول للب مارکوئی رہتا ہے اور عالم میں نئی تعاقب زادہ کے نام سے شہر

اسی رسیدوران کے میخیر سے اس نے تماشے کی رات کا لکڑھ عاصل کی تھا اور دن ڈھنٹے ہی کیسل پارک میں جادھ کا خانہ بیان رہنی کا ایک ایسا انتظام نظر آیا کہ رات روز رکشنا ہیکر رہ گئی تھی۔ رشتون کا معمول انتظام مقام ایسا معلوم ہوتا تھا چیزیں وہاں آئے دن ایسے کھلی تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ تو یہ سینٹر نصاہب زادہ دو ڈن پا تھوڑے دو لکڑھ سے دو لکڑھ سیستہ رہتا۔

مخدومی دین بعد مغلی دروازے سے ایک ٹلوس پارک میں داخل ہوا جس میں قدیم درخت کے رومن دھکائی دے رہے تھے ان میں عورتیں بھی قیبلیں اور مرد بھائی پھاتے ہوئے نکاراں ٹلوس تھے اور انہوں نے مشینیں اعلاء کی قیبلیں قدیم طرز کے سازوں کی آدرازے پاک گونجے نکاراں بڑے بڑے ڈھوں گدوں پر بار کئے گئے تھے جنہیں دھیانیں پیٹھا جا رہتے۔

”ہم سے اچھے تو یہ گھے ہیں،“ بھیں نے پر بھر بیٹھے ہوئے پڑھے آدمی سے کہا،“ کیسے شاندار کوٹ پین رکھے میں انہوں نے۔“

”تم بھی گھے بن جاؤ،“ پوڑھا نہیں کر کر لا تھا،“ کہاں سے آئے ہو؟“

”مراکش سے۔“ بھیں مراکشی کھلماہوں پر،“ میں فرانش سے آیا ہوں۔ نیپور یون نام ہے۔ اور یہ میری بھوپہلی ہے؛“ بڑھے نے بائیں چانپ اشارہ کیا تھا،“ بھیں نے محک کر دیکھا۔ لڑکی کی عمر زیادہ سے زیادہ اٹھا اسال رہی ہو گئی۔ بھوپہلے سے زیادہ اس کی نواسی لگتی تھی۔

”ہے،“ بھیں نے اسے متوجہ کر کے کہا۔

”یہ امریکیوں کی طرح ہاتے دلتے ہیوں کر رہے ہو تم نے دیکھا نہیں اس بیوی قوت مراکشی عرب کو؟“

”عرب نہیں بربہ ہوں،“ بھیں غصیلے لہنے میں پولا۔ ندلی پوری طرح اس کی

طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ میدان میں لوک تھوڑے ہو گیا تھا۔

”سب کو اس سے ہے،“ پڑھا طبلہ بیان میں تو صرف نشانے بازی کے کیلات دیکھنے آیا تھا۔ کتابوں میں پڑھا تھا آزاد نشانے کے بارے میں۔ میں نے کہا تھا دیکھ دیکھی لوں۔ اگر وہ ملائیں ہے تو...“

”شٹ اپ نیپولین؟ فدیلی بولی؟ تم بہت زیادہ بکواس کرتے ہو؟“

”سوری ڈار لیک، ۰۰۰،۰۰۰ یو ٹوف ٹیر جان کو آگئی ہے؟“

”میں کیا کہ رہا ہوں ہمیں بھوک گیا،“ لگھے پن کی باتیں مت کر دو رہنگاہی کر پڑھوں بالدھ کر بھانہ شروع کر دوں گا،“

”میری بھوپہلے کو مرغوب کرنے کی کوشش کر رہے ہوں جو ان پورا ہے! تم کسی بھی نیلاں میں اسراز پر نہیں کر سکتے؟“

”غمزخ میں نے اپس کو پیچھے کو نہیں کیا،“ بھیں گلودا کا لکھا بولا

”او برو! پڑا مان گئے پیارے،“ فدیلی بولی،“ جلو بخاری لاچھ پر تھاری تو اونچ کریں گے،“

”یہ کو اس شروع کردی تم نے؟“ نیپولین نے گلودا کر کر،

”بڑی بات ہے پر دیسیوں کا دل نہیں دکھایا کرتے،“

”اچھی بات ہے،“ تم کہتی ہو تو یہی بھی،“

”چو اھٹو کیا رکھا ہے یہاں؟“ فدیلی اٹھی ہوئی بولی،“ لاچھ پر اس پر برس گیت نہیں گے۔ صورت سے ہی گویا معلوم ہوتا ہے،“

”مزرگیت نہیں گا،“ اگر لگیا رہ لگی۔“

”گیلہار ہے ہمارے پاس یہ وہ چیک کر بولی تھی اور یہ میں گھن بھوک چھاپرہ نہیں کہا،“ سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور ان کا رخ ساحل کی طرف تھا۔

ستوری بھی دوڑ پڑے ہوں گے کہ اچانک کئی آدمی ان پر ٹوٹ پڑے ہجیں
کے بغیر ہر سڑتے رہی اور انکل کیا تھا اس نے انہیں کو رکھے ہوئے چھپے بہٹ کر
کہا "شروعت آدمیہ اکیم شروعت آدمیوں کو نہیں پہچان سکتے"؛
"پولیسیا... ان میں سے ایک عنز ایسا
"پیر کی... الامام تباہے بغیر تم اس طرح پہیش نہیں آ سکتے"؛
"رہی اور کام پر مٹ پہنچا سے پاس"؛
"نہیں انقل رہی والوں کے لئے پر مٹ منوری نہیں ملے جیسیں نے رہی اور کوئی اس
کی طرف اچھا لئے ہوئے کہا۔ اس نے رہی اور کوئی کچھ کیا تھا اور اس کا جائزہ لیتا ہوا
اپنے دونوں ساخیوں سے پول اچھا۔

"انہیں سراست میں نہ لو"؛
تو پھر وہ تینوں سراست میں نہ لے گئے۔ پورا صاحبِ ربان دے رہا تھا
اور ان فوجانِ غیر کو الامام دے رہا تھا۔
"میں نے کیا کیا ہے؟ وہ سینا کر بولی
بہر حال وہ کسی پولیسی شیشن کی بجائے۔ سینا کے کیس میں لائے گئے تھے
"یہ تو پولیس اسٹیشن نہیں پس سینا انہیں گھوٹتا ہوں گا
"یہ حرامزادے میری گروں غیر کو ہمارے کر جانا چاہتے ہیں؛ پورا صاحب
"میں ہم میں کی تو نہیں ہوں۔ پورا حصہ کھو سکت"؛ وہ سینا کر بولی
"اب ایسے لیجئے میں بہات کر دیگی"؛
"کیوں نہ کروں تم اول درجے کے لگھے ہو"؛
جیسیں کوہاں سے ہٹا دیا گیا۔ وہ اسے ایک الگ کر سے میں لائے۔ اور
زبردستی اس کا میک اپ تار دیا۔

"اب بتاؤ تم کون ہو۔ اور سی نورامونی سارو کا تھا تب کیا کر رہے تھے؟"؛
ان میں سے ایک نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا
"میں نہیں جانتا"۔
"فی الحال اس معاشرے کو یہ نہیں رہنے دے سکتا کہ سامنے پیش کریں گے" دوسرے
اس طرح دو تھیں مور پر تین مزید پوچھ گئے پوچھ گئے تھے۔

کچھ کہنے کا خواہ۔

”ٹھیک ہے۔ جاڑ آؤ دہ باندھ بلکہ بولا۔ اور دہ آدمی اٹھے پاؤں والیں پلا گیا تھا۔ ادھر مگر ان چکدار متھک چیزوں پر نشانے لگا رہا تھا۔

”کیا بات سمجھی؟“ مومنی سارو نے سنیٹر سے پوچھا
”دہ آدمی پکڑ لیا گیا ہے۔ جو اُول بیساے تم دو فون کا تعامل کرتا ہوا

بہاں آیا تھا۔“

”کمال ہے۔ مجھے تو علم نہیں؟“

”میں غافل تو نہیں رہتا ہو۔“

”میں بھی ہو۔“

”کیا بھیجیں؟“

”نہیں مجھ پر نبھی اعتماد نہیں ہے۔ دراصل تم میری بھی ٹکڑا فی کرتے ہو گے اسی سلسلے میں یہ امکانات تم پر چلا گوئا۔“

سینٹر کو پوچھا گیا۔ انہا زیبا ہی تھا جیسے بہن بن غاموشی کہ رہا ہوا۔ تم ٹھیک کیجیے ہو۔ میکن مومنی سارو کی پیشافی پر ناگواری کی جگہ یہیں اجر آتی تھیں اس نے بھی مزید پوچھ گوئی۔ ویسے اس کی آنکھوں میں الجن کے آثار صاف محسوس کئے جاسکتے تھے۔

پر وگرا میوں کے اختتام پر دہ عمران سمیت عمارت میں والپس آئئے تھے اور تھیں تعبیرتِ اصلی ان کے سامنے پیش کی گیا۔ شانہ سینٹر ان پر اس کا رتہ مغل دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ عمران الیسا بن یا جیسے اس سے پہلے کبھی اسے دیکھا ہی نہ ہو۔ پھر سینٹر نے اس سے براہ راست سوال کیا؟
کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟

ادھر مگر ان پاڑک میں، اپنی مشائق کا منظہ ہو کر رہا تھا کہی طرح سیلشنز لگا کر دادو ہول کر رہا تھا۔ مومنی سارو تو تکھی پڑ پڑی تھی۔ غوفناک شکل والا گھنی اور بیل ڈال بائپ سینٹر اس کے قریب ہی سیٹھا ہوا اس کی ہاں میں ہاں لائے جا رہا تھا۔

”بھی یہ تو غصب کا آدمی ہا تو نکالہے۔“ کی تہماری طبیعت بھی ہے اس پر“
ہاں سینٹر۔ یہ سیلارڈ ہے جس نے مجھے منتشر کیا ہے؟“
”دو ذریں کو سالاں کر دوں گا یہ۔“

”شکر یہ سینٹر۔ لیکن اس کی تلوار کا کیا ہو گا؟“
”چقیت دوسرے اداکری گے اس سے زیادہ میں دے سکتا ہوں۔
آسٹریجی سی تو نوادرات کا شوق ہے۔“

”میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ اتنی قسمی چیز کسی دوسرے ملک میں کیوں فروخت پڑے؟“

”اویسی کی تو زیری مالت ہو گی؟“
”پی نہیں۔“

”غیر... غیر... دیکھیں گے؟“
”اتھے میں ایک آدمی آیا تھا۔ اور یہ بک کر سینٹر کے کام میں آہستہ ہوتا۔

"نہیں! میں نے پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ کیا تھے؟"

"اول تباہ سے تم دنوں کا تفاوت کہتا ہو آیا ہے؟"

"ت تو پھر ادیاری ہی کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے؟ عمار بولا

"نہیں... میں نے کبھی کبھی نہیں کیلیں،" موفی سارو نے پراسمند کر کیا

"یہ تھیک ہے؟ میں اسی کا آدمی ہوں۔ آج سے نہیں قرباً میں سال سے:

"کیا طلب؟" موفی سارو نے آنکھیں زکھا لیں۔

"موفی خارجی میں تباہ سے قریب کسی دوسرے مرد کا وچود پرداشت

نہیں کر سکتے۔" میں نے دردناک بیٹھے میں کہا۔

"کی بکواس ہے۔ میں نہیں ہاتھ ختم کرن چاہوں:

"میں نے یہ کب کہدے کہ تم مجھے جاتی ہو۔ میرے لئے انسانی کافی ہے کہ میں

نہیں بیانت ہوں۔ تین سال سے مختلف بھیسوں میں دلائی یا بیزیز میں ہی پڑا رہتا

ہوں:

"تم مختلف اوقات میں میرا تھاں کرتے رہے ہو۔"

"بالکل کرتا رہا ہوں۔ میں نے تمیں اپنی غصے کے ساتھ تھیں کہ تم مجھے دیکھا تھا

اور بہت بھلدا سے مار ڈالوں گا تباہی آنکھوں میں اس کے لئے محبت نہیں

پرداشت نہیں کر سکتے۔"

"کیا نہیں تھیں ہیں بے کہ تم اسے نہیں جانتے پہنچنے پر عمار کو مخاطب کیا

"تم آدمی ہو۔ یا۔۔۔ عمار بھیا کر بولا تھا میں مونی نے اسے بھلدا پورا

کرنے سے روک دیا۔

"تم میرے بھیان کی توہین کر رہے ہو۔" میں نے دشل اندازی کی تھی

"تم اپنی طرح جاتی ہو کہ میں مشکل ہی سے اعتماد کیا کہتا ہوں یہ

"یہ تم مجھے کس جانور کے پاس لائی ہو؟"

"اٹ فوہ... فوناٹا... تم خاموش رہ جاؤ؟ وہ اس کاشانہ تھیک کر بولی

"نہیں لوتے دو۔" سیپڑے عزیزیاں تھا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا:

"جاڑا اور اس اسند کرو کہ سب کچھ اگل دے۔"

"مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔ چیز موفی سارو کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا

"میں بھی اسے پہنچنے کر دوں گا، عمار بولا۔ وہ نہیں اس قدر چاہتا ہے۔"

"میں بھی اس کو اس قدر چاہتا ہوں؟" سیپڑے بولا

"ایچا تو رقابت کی بناد پر تم اس پر ٹھکر کر وگے گا، عمار نے اسے گور کر کہا۔

"تم خاموش رہو۔ درست تھا اماختان لیتھ پر مجوس ہو جاؤں گا۔"

"اس سے اس بیٹے میں گفتگو نہ کرو سیپڑے موفی سارو کھڑاک اٹھی۔ ورنہ

میں اسے داپس لے جاؤں گی۔"

"تم اسے داپس لے جاؤں گی؟" سیپڑے خمارت سے بولا

"اپنا بچہ جھیک کر دا۔"

"اوه... تو اسی چھیت کے نیچے مجھ پر ڈالے گی؟" میں کا لہجہ یہ توہین تھیز

تھا۔ دوسرے بیٹھے میں عمار کا اٹھا اٹھا اس کے جھٹے پر ڈالا۔ اس کا

کری کھکھتے کی ادا آئی تھی اور پلی بھر کے لئے دہاں ناٹاچا لیا تھا اس اس

معلوم ہوتا تھا، جیسے بارہ بانپ ہونے کیلیں ہوں۔

"مارو۔" وقعتہ سیپڑے حاڑا ایقا اور اس کے چاروں آدمی ٹران پر لڑ

پڑے تھے۔ پھر اس کو فوری طور پر اچھل کر درعا پر ایقا تھیک کے ادپسے

عمران چھلا گئا کہ کھر کے وسط میں بیٹھ گیا۔

چیز کے ہاتھ بھی اب بندھے ہوئے نہیں تھے اس نے پیچ کر کہا:

”اے ریقب! اپنے داد بکر! اس وقت میں تیرا جی سا تقدور دوں گا؟“
اتنی دیر میں وہ سارا بھی ڈھیر پوچھا تھا۔ ایسا لفڑا خنا جیسے عران ناک تاک
کر منہوں تسمی کی مزرات کا گارہا ہے۔ جس سیبی ہاٹھ سے جاتا چھڑتے اعلیٰ سکتا ہوئی رہ
قہقہے لگا رہی تھی اور سنیٹر کا بیان بک رہا تھا۔ چھتے آدمی کے گستاخ ہی سنیٹر
نے روپا اور نکل لیا۔

”غناٹا... ہوشیارا“ موفی ساروہنی
”پرداہ مت کرو۔ اس کی مرث آئی ہے؟
”لکھنے...“ سنیٹر فائز چینک ماڑا

موفی ساروہنی عران کو لگتے دیکھا پھر اسے تاب نہ رہی مودہ دیجاتے دار
سنیٹر پٹوٹ پڑا اور جیسیں چلا گئیں مارتا ہوا ان دلوں کے قریب آپنی احترا
موفی ساروہنی دلوں ہاٹھوں سے سنیٹر کا ریال اور طلاقاً ہاتھ مکام کر رکھا تھا۔ اور
سنیٹر کا بیان ہاتھوں کی گردان پر تھا۔ جیسیں نے سنیٹر پر تھے بہترانے شروع
کر دیئے۔ لیکن وہ کم از کم اس کے لب کا رکد تو ہرگز نہیں تھا۔ اسے ایسا ٹوکر
ہو رہا تھا جیسے اس کے لگتے کسی چنان پر پڑ رہے ہوں۔

ٹلکیک اسی وقت پائچھے چھ آدمی اور اندر کھس آئے موفی ساروہنی کو آنسا ہی
ہوش تھا اگر اس نے عران کو دیکھا۔ اسکا ان پر جھٹپٹے دیکھا تھا۔ اور پھر اس کی
اٹھکیں بند ہو گئی تھیں۔ ہمینیٹ کی گرفت اس کی گردان پر آپنی بی سخت تھی۔ اس نے
اسے پرے جھک دیا اور جیسیں سچ پڑھ دوڑا۔ روپا اور راب بھی اس کے ہاتھ
میں تھا اور شانہ ابھی اس میں پائچھے گولیاں باقی تھیں۔

دفعتہ بھیں نے ایک کری اعلیٰ اور چھت سے ٹلکھے ایک برقی قلعے
پر کھینچ رہی۔ کمرے میں تار کی بھیل گئی۔ اور وہ سب چالوں کی طرح چینیں لے

موفی ساروہنی کسی قد کھوٹ آیا تو اس نے ٹوکر کیا جیسے وہ اپنے پرے دل
کو تکلیف دے بنی اپنی اپنی کو در حقیقی سجا گئی خارہ بی بہر۔ کچھ دیر بعد ذہن کسی تقدیر اور
حصاف ہوا تو وہ اخہبین میں پڑ گئی۔ پتا نہیں کہ کس کے کامنے سے وہ سوارتی۔ اور وہ
سرپٹ دوڑا جا رہا تھا۔ سردی کا اس سیبی ہوا تھا وہ کسماں تی ہی تھی۔ کہ
وہ غنٹا کی آہاز سانی تری ”لبی چپ چاپ اسی طرح پڑا رہو وہ ہمارا تھا تب کہ
بے ہیں؟“

”اور مجھ سے سمجھا تمہارا بھی نہیں چھوٹ سکت؟“ وہ سردی آہاز آئی شاید وہی تھا
جس کی وجہ سے اچاک ہنگامہ در شرود ہوا تھا۔
”نہیں! مجھے اندر وہ درجنہ اونٹتھی میں پٹ جاؤ گے“ موفی ساروہنی:
”میں نہیں چھپنے کے لئے جگہ تباہی گی۔“
غمرا نے اسے آنار دیا اور وہ اس کا کامنہ پکڑے درڑتی رہی۔
”میری تھوڑا بھی کمی۔ اور سرفتگی؟“ عران بڑھا بیٹھا۔
”پرداہ مت کرو۔ غنٹا کا اور اب وہ جنگلی سوہنہ زندہ نہیں رہ سکتا۔“
موفی ساروہنی طاقت ور پسے!

”اے داد رے طاتوری!“ عقب سے آہاز آئی۔ ”بھاگتی پھر رہی ہیں
اور گھیت بھی کاربی ہیں اپنی بی طاتوری کو
”تم چیز پر ہو چبیث...“ یہ سب ستمباری ہی دیکھ چکا ہے۔
”اب آڈی میرے کامنے سے پر سیبی سوار ہو جاؤ۔ اپنی محبت کا شہرت دینا چاہتا
ہوں!“

”بھاگتی رتیب خاموش رہو،“ میران کہا۔ ”یہ جھکٹ کا وقت نہیں ہے!
”انہاڑا ہم کیسی سے کس سخت جا رہے ہیں؟“ موفی ساروہنی سوال کی

غایا شمال مغرب کی طرف؟

”میرا بھی یہی خال تھا۔ بس علی پل، مکڑی دیر بعد جم مخفوظ ہوں گے؛“

”شایر میں شیکاری کتوں کی آواز بھی ان رہا جو لے جسیں بولا تھا۔“

”اک ہم سپر کیسل ٹکڑے تو کتوں سے بھی مخفوظ رہ سکتے گے۔ اور تم زندگی ہو فرنا آئے میں نے تھیں گستاخ تھا تھا تھا“

”وہ تو میں نے اسے قلع دیا تھا۔ مائے میری توار۔ کیوں آگئی تمہارے ہنکے میں؟“

”میں ذمہ لئتی ہوں تھا کہ تم تکریہ کرو۔ وہ حرامزادہ میرے بھیرا ایک قم بھی نہیں چل سکتا۔ تم دیکھ بی لوگے“

”اس اندھرے میں کہاں بیٹھے چڑھ دیگے؟“

”بُس کوچوں پر ٹھکر کر مجھے بانسون کی ٹو شبر آہی ہے؛“

”بانسون کی؟“

”ہاں۔ وہ بہاں پانسون کا ایک کیسل تھیگ کر رہا ہے۔ و۔ دیکھ۔ اس شاید داغلے کا راستہ ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ بس چلے آؤ۔ بہاں شکاری کتوں کے داغلے کا اسکان نہیں؛“

”تم اس کی راز دار بھی معلوم ہوتی ہو۔“ عمران نے کہا

”مجھ سے بگاؤ اگر اس نے اچھا نہیں کیا۔“

”خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ کہیں رکن سمجھ بیٹا نہیں؟“

”بُس اب کوکہیں بھی بیٹھوں ہو صیخ نکل کے ہے؛“

”اور تیب صاحب مرموز نہ ہو یا مر گئے؛“ عمران نے ہانک لکھا۔

”رقیب آسانی سے نہیں مر کرتے؛“ تیب ہی نہیں کی آدا آئی تھی۔

”آخر تم جو کیں بلا۔۔۔“ موفی سارہ بولی

”ابھی کچھ میں نہیں آتے گا۔ اجلاں پھیلنے دو۔ کہیں جھاکا نہیں جاتا۔۔۔“
وہ ایک جگہ بیٹھے تھے اور عراں پر اس تھا۔۔۔ یہ بیوہ کیسیں کیا بلائے ہے؟
”اجلاں پھیلنے در خود بھی دیکھ لیں گے“

جسیں عمران کے قریب کسک آیا تھا۔ اور شاید منی سارہ اور مجھے کی تھی۔
”ابے یہ کی جانت کی جیسے عمران نے آہستہ سے اڑ دیں کہا

”آپ کو تھیا نہیں چھوڑا جا سکتے؟“

”کوئا کہاں ہے؟“

”اول یا اسی۔۔۔ ہمیں در ہزار پونڈ مل گئے تھے۔ آدمی رقم اسے آیا ہے،“

”ٹھیک ہے؟“

”آخر بچک کیا ہے یوں مجھ تھی؟“

عمران اسے بتانے لگا۔ اور جب خاموش ہوا تو جسیں کو کہتے سن ایسا معاملہ تھا
ہو گیا۔ سینیٹر بھی اس عورت پر اختیاد نہیں کرتا تھا اور اس کی بکاری پسند چاری
ترتیب ہے؟“

”تو چھکا توٹ کی تلوار تو گئی۔۔۔ وہ بیچارہ مفت میں اڑا گیا۔“

”دیکھنا جائز گا یہاں۔۔۔“

”اگر بھی تھے تو مدد در بھیجا جائیگا۔۔۔ آپ پتا نہیں کیوں در در سفر یہ تھی پہنچتے
ہیں۔۔۔ تفریخ یہی کی طہری تھی تو سو سو لیڈنگ کی طرف نکل چلتے ہیں۔۔۔“

”میری تفریخ بھی ہے۔۔۔ جیبڑ جھککے۔۔۔“

”بُس تو تفریخ کرتے رہیے۔۔۔ بندے کو کچھ کہیں۔۔۔ کہیں دو گز زین تو غیب
میری جائے گی۔۔۔“

پھر اچالا پیلایہ تھا تو عمران تھی رہ گئی تھا، بالنسوں سے محل کی تعمیر جو رہ گئی تھی
تمکن یہ بالنس کیاں بیاس کیاں رہی اتنے پانی کیاں کیاں سے آتے۔ وہ اٹکر چاروں طرف
نقشیں دیکھ رہے تھے اس کی شاخہ کسی قسم کی بھول بیدیاں تمیر کی جباری تھی تھوڑی دیر
بعد مولیٰ سارہ نے اس کی سیرت رنگ کر دی تھی۔

”بالنس اپندرٹ کر رہا ہے“ اس نے کہ ”مشق کے کسی ملک سے آتے ہیں؟“
”آخر اس کا صرفت؟“

”کشم والوں کے شکاری کنوں سے اپنے آدمیوں کو پہنچا کر ایسی تمیر کی گئی
ہے ان بالنسوں کے ساتھ کوئی شکار کی بیان کے باہر رہ جاتی ہے اسی لئے میں نے
کہا تھا جم یہاں شکاری کنوں سے بھی غفران درہ سیندھ گئے۔
”اس کے باوجود یہ میں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ ادھر جبل
ہی جگل ہے۔“

”مکہرہ ایسی سچی ہوں؟“

”جسیں ایک طرف بیٹھا اور مگرورہ رہا تھا۔ وہ اس کے قریب سینچی اور اس کا شنا
ہلکا کہنے لگی۔ تم مجھے آخوندکن کیا پڑھتے ہوئے۔“

”عشق ناپائے کا کوئی بیان نہیں۔ ایک اس باد نہیں ہو سکا۔ درستہ میچ پوز لین بنتا دیتا ہے
کہ تم سیرے نئے سامنے نکل جانے کی بہت کر سکو گے۔“

”بہت تو کوئی لوں میکن اگر پہنچا ناگیا تو۔“

”تو پھر عبان دے دینا۔ اپنیں جمارا پنامہ رکھو مہتابا۔“

”اے تو کیا میں پندر حسوس صدی کا کوئی عاشق ہوں۔ بھائی رقبہ فدا
منا تو یہ ختم مکیا فزاری ہیں۔“

”فی الحال تم مجھ سے صرف ان بالنسوں کی بات کرو۔ یہ کہاں آتا رہے جاتے ہیں؟“

”کیوں نہ میں۔ قرون وسطیٰ کی ایک بندگاہ ہے جہاں قدم رہ میں اپنے بیان
کو لنگڑا نہ کی کرتے ہیں۔“

”کیوں کوئی کشم پوکی نہیں ہے؟“

”ہے کیوں نہیں؟ یہ بالنس پانی بدل طور پر اپندرٹ کئے جاتے ہیں؛“

”میں یہ کشم خاصاً جانپاہ تباہوں ہے۔“

”فی الحال تو میاں سے کی تکلف کی سوچو۔“

”یہ تو تمہارے سے رضاچنہ کی بات ہے۔ غایب ہے کہ میں اس ملاحت کے باسے میں
کچھ بھی نہیں جانتا۔ یہ کیوں نہیں؟“

”مکار کے ذریعے آتے ہیں، حالانکہ انہیں منہد ہی کے راستے آنا چاہیے۔
و�푸ڑتے ہاں سے مانیکوں پر کسی کی آجا رکا۔“

”چوندا بارہ نکل آتے... ورنہ بالنسوں میں اگل کلادی جانے گی۔“

”تمہرے دیکھا درت مناخ کرنے کا انجام ہے۔ عمران منوں کی طرف ہے کیونکہ فرازی
آذان اٹھو! وہ یہ کیلئے تھی تو پری بولی: ان کا رخ شرق کی طرف تھا۔“

”وہ تمیری سے پل رہی تھی۔ عمران اور میمن اس کے چھے تھے۔“

”اگر جھوکے کوئی ایسی حادث سرزد پڑتی تو پری تو میری گرد ان اڑا دیتے۔“ میں
اور میں پڑھتا ہاں۔

”میلانہ چپ چاہیے۔ ورنہ پچھے الہی دول گاڑوں۔ تعائب کر کے کھیل
بگاؤ دیا۔“

”میں تو کبھی محکار آپ و ناقہ کی مصیبت میں گرفتار رہ گئے ہیں۔“

”آپا نہیں نے یہ پچھے اگل کلادی ہے مونی چلتے چلتے موکر بولی۔“

”وہ بھی موڑے تھے۔ مغرب کی جانب ایک دوار سے شعلے پک رہے تھے۔“

”اور تیر پلٹو۔ آموختی سارہ قوب قریب دوڑتی ہوئی بولی۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اپنی پیٹ پر اٹھایا اور بولا۔ اس نمک استیاقی جادہ“
”محاجی ترتیب تو کیا اب اس طرح ڈرائیور کے چاڑی کے چاڑی کے چیزیں اس کے پیٹ پر دوڑتا ہوا لاتا

”پلے آڑ چپ چاپ! دردہ بڑیاں نہ مر کر دوں گا“

”تم دوڑن کس زبان میں گانگوڑ کرتے ہوئے آموختی نے ٹھرالے سے اپنا“
”ہمیں توارہ کا بہتا ہے تو میں بھی لا چینے کن ہوں“ عمران نے چاپ دیا۔

”مزور کوئی چکے ہے... کہیں ہی ہے تو تو تو نہیں ہیں گئی“
”جھلک اس طرح یوقوت بن حکیمی بنا ہوں تو ساری بھی گئی۔ اولیا ہی کی درستی بھی گئی“

”اس طرح بچتا ہے تو کوئی ہمار دوں گی“

”بھی جو ڈر ہی ہو سکتا ہے پر...“

”اچھا... اچھا... اس بخاوشی سرخ سیدھے چلان تو کی چاڑوں کی ہلت دھرم سے ہم میکیں نہیں گے“

”خجھے سیڑھا اتنا ہمیں سلومن اہم تک“
”کیون کہنا چاہئے ہو؟ چاڑوں کے قرب پچھے کوئی سو فی سارہ نے اس کی پشت پر

”سڑتے ہو چھا گے تو چھا گے“

”بھی کا اس نے نکا سی کا کا کی راستہ فخر انداز کی ہو گا۔“
”میک اسی وقت انہوں کے ٹکرے کے ٹھنڈکے کی آزاریں میں۔“

”اُنکے اس سنبھالو۔ محاجی ترتیب بدھیں بولا“

”مزور سنبھالوں گا“ عمران نے کہا اور منی سے ان چاڑوں کے سعلق پوچھ کر لے

”مرفت ایک غار جب کاہدا نہ اور جنگل ہیں ہے؟
”یک توں کی آوازیں اسی طرف سے آرہی ہیں۔ غایباً وہ غاریں داخل ہو گئے
ہیں۔ دھکاً و اور جس کا دہاڑ کھا ہے؟“

عمران نے بغایی ہوئے سفر سے ڈارٹ کن لکال لی تھی اور پھر وہ غار کے دہانے پر جمگی۔ کتوں کی گھنی گھنی کی آوازیں قریب ہوتی جا رہی تھیں دفعتہ اس نے ڈارٹ کی ہے غار کے دہانے پر فائز کیا۔ بس ہیں سی آواز پھر تھی ہیسے کے کوئی تسلی سی تھی تو یہ اور دوسرا نہ سڑا اور سریک تکوں کی آوازیں ہی داعی طور پر کوئی جھوٹ ہے اسی تھی پھر ایک فائز کیا۔ پھر پیسے در پتے میں فائز خدا ہی کی دری میں سنائی چاہی گئی تھیں دیر بعد ورنی قدموں میں چپ سنا تھی اور عراں بائیں چھپ دبک گی اس نے ان دو نوں کو سی اپنے چھپے آنے کا اشارہ کیا۔ حقاً اور انہوں نے تمیل میں دیر نہیں لکھا۔ مثروڑی دیر بعد دوڑاً وہی غار کے دہانے سے برآمد چکر کر سارے سکمی خوفوں سے چاراں میں دیکھنے کے لئے چلی گئی لاؤ کھڑا تاہم افغان سے باہر آیا تھا اور ان کے قدموں کے ملٹری ہیڈر ہیڈر کی تھا۔

عمران کا اشارہ پاک نہیں نے ان میں سے ایک پر چھاگ لکھی تھی اور در در سب کو خود عمران نے سنجال نے لیا تھا۔ مثروڑی کی جھدر ہبند کے بعد دو نوں ہی نے کافی دیئے۔ انہی کی نائروں سے ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔

”کبھر دوستو؟ کیا حال ہے تمہارے منیر کا؟“ عمران نے مددگار اُن کے سے اندازیں سوال کیں۔ وہ کچھ نہ بیٹے۔ ”مکھڑو! مجھے بات کرنے دو۔“ منی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ اور عمران پچھے پڑا۔ ”بیٹا! اور جنگل میں کتنے آدمی ہیں؟“

مالک... کوئی بھی نہیں ہے:
 کتنے اور کتنے میں؟
 پہ... تین نہیں، نہیں کی جوا۔ مر گئے شامیہ
 اتنے ہی تھے اور بھی میں؟
 نن... نہیں... اب نہیں میں۔
 تم جنگلیں کس طرح پچھے ہے؟
 ٹٹ... ڈک ہے... جا سے پاس؟
 عجیب اسی دن کی تینیں کمپڑیں کا از سنا دی اور وہ تینوں دروازے کر
 فار کے دہانے میں غائب ہو گئے تھے۔ درواز تیدیا جہاں تھے دہاں کھڑے ہے
 اگر ایک بیکار کی پڑھو تو؛ عمران کچھ سوچتا ہوا صدمہ بڑایا.
 تو کی ہو گا ہونی سارہ بڑی۔

حالات پر مخرب ہے تم درنوں میرے چھے آجائو۔ اور کمزیں کا درھیان رکھنا
 ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ہوش میں آجائے۔
 وہ فار کے دہانے پے اسماں کی جوان بگاران تھا۔ دفعتہ ہمیں کو پڑھ انہی
 چڑاؤں پر مند لانے کے درنوں تیدی پیچھے کچھ کبہ سے تھے کچھ دیر بعد وہ
 پھر سامنے آگیا۔ شامیں لینڈ کر رہا تھا۔
 ہر رشیمار۔ اُمران بولا۔ چینچا پلا تھا۔ پھاشامی بی ان درنوں نے سنا
 ہو جائیں کمپڑیں کا از سنا اول کے پر دے پھاڑے دے رہی تھی۔ خود کے
 ہی فانسلے پر سیکی کو پڑھیں لکھا۔ لکھا۔ برا کے بکڑوں سے محفوظ رہنے
 کے لئے درنوں تیدی زمین پر گر گئے تھے۔
 ہمیں کو پڑھ کے لینڈ کرتے ہی پانیدھ کو دروازہ تیدیوں کے قریب

آیا تھا اور وہ فار کے دھانے کی طرف اشارہ کر کے اس سے کچھ کہتے رہے تھے
 اس نے سر کو تینیں جبکش دی اور وہ کھڑا فار کی طرف دیکھتا رہا۔ ہمیں کو پڑھ کا بن
 اس نے تینیں کیا تھا۔

کیا جیاں ہے یورجنٹی! ہمیں نے عمران کے کام میں منٹا کر پوچھا
 اسی بھی یا کبھی نہیں۔؟ عمران بولا۔

پھر در سر سے ہی ٹھیک میں دہ فار سے نکل جا گا تھا۔ بالکل ریٹا نہیں کے
 سے اندازیں شور مچتا ہوا پانیدھ پر ٹوٹ پڑا۔ تیدیوں کے ہاتھ اب بھی نہیں ہوئے
 ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ پانیدھ کی مد کے لئے حصہ تھے تو ہی رہا
 اور ہمیں بھی فار سے نکل آئے اور تیدیوں کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔
 گندی عورت؟ ایک قیدی عربی؟ جبچہ پچھا نہ پڑے گا:

اپنی زبان بند رکھو۔ درہ در سری دنیا کے غفران پر روانہ کر دیئے جاؤ گے۔
 جیسیں نے کہا۔

اُن پیچے الفاظ منبع نہ ہے۔ یہ بے غیرت لگ ہیں! موفی سارہ بڑی
 آئی دیہیں عمران پانیدھ کو گذا کر اس کی پشت پر سوار ہو جا تھا پھر اس نے
 اس کے گھے سے اسکارف کو لا تھا اور اس کے ہاتھ بھی پشت پر پاندھ دیتے تھے
 اس سے... گل... گل... کی... خانہ! موفی سارہ قریب اکر جا گئی۔

اب چاہے کیس کی طرف والپن چوچا ہے جنگل کی طرف نکل چو۔
 اور بہر... تو کی تھی پانیدھ کو سکنگے!

کیوں نہیں؟ میں بھی تیک دیں صدی تیکی کی پیداوار ہوں!
 ہاں، ہاں! ہمیں سر ہلا کر بولا۔ میری طرح اعثار دیں صدی کے عاشق
 نہیں ہیں جہاں یہ

”مرغی ساروہ پنڈت نے کچھ سوچی رہی پھر بولی ”سینیٹ کی زندگی میں ہمیں کہیں بھی پناہ نہیں مل سکے گی اس سانپ کو چھڑا رہے تو اب اس کا سری کچھ نہیں کی رکھنے کا درد دی تھی۔ لیکن تبدیلی ”سوال آتی ہے کہ کس طرح؟“

”کیسل بی کی طرف چلا۔ دہاک بھی چینے کے نیے بہتری بی جگہیں موجود ہیں؛“

”درز رہن میں؟“

”مکر نہ کرو کسی ایسی یگارکی زندگی کی کفری طور پر کوئی ہمچنانکہ نہیں بخیج سکے گا،“

”آپ لوگ بے حد تقدیر مسلم ہوتے ہیں“ سمجھیں بول چلا یہ میز آپ کی اسکیتھے آگاہ ہو گئے ہیں ”اس نے خیدیوں کی طرف اشارہ کی تھا۔

”خدا ہے عالم میں معلوم ہوتے ہو“ مرغی اسے لکھر قی جھنی بولی

”مکر نہ کرو اگر ان پانیٹ کو زمین سے احتلاہ ہوا جاؤں“ سب ٹیک بوجا چلا،

چڑھہ اس کو خارکی طرف نے جاتا ہوا انداختہ آیا تھا۔

”عجلات کیسل میں اپنا بکار کس طرح کر سکوئی“ سمجھیں نے مرغی سے پوچھا،

”یہ تم مجھ پر چھڑا دو۔ پھلی رات سب کچھ غیر متوقع طور پر ہوا تھا درز میں اس طرح جانشی پر دہیں چھپ رہے کہ کتنی تیزی دیتی۔“

اتھی دیس میں عمران نے ان درنوں کو بھی فارابی میں پہنچا دیا تھا۔ اور وہ اپس آ کر بیوی لام کی گھنٹے سک آلام سے سورتے رہیں گے؛

”یہ ڈارٹ ان کہاں سے ماٹھا گئی؟“ مرغی نے عران سے پوچھا

”اوہ ہو۔ یہ تو حکومتی ہے میرا۔ چون میں میرے باپ سے کہیں سے لا کر دی تھی اور ڈارٹ میں خور دینی رکتا ہوں بیویوں سے موت تک کی سوتیاں موجود ہیں؛“

”مرغی کی سوچ میں ٹاکری تھی۔ تھوڑی دیر بعد بولی ”یہ پانیٹ تمہارے ہی قد و فاتح تھا۔ اگر تم اس کی جگہ سکو تو کسی مر ہے؟“

”بات تو تھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں“ عران نے کہا اور پھر غار کی طرف پڑھ گیا۔

”تھوڑی دیر ہے بعد واپس آیا تو اس کے جسم پر پانیٹ کی دردی تھی۔ لیکن تبدیلی نکل کام سلسلہ آسان نہیں تھا۔“

”تم اس کی تکرہ کرو؟“ مرغی ساروہ پر ہو شامہ ہے اسے ذاتی طور پر سپتاخاتا ہو۔ اس کے بہتر سے عازمین اس کے نیے ابھی میں؟“

”لیکن میں تو اپنی نہیں ہوں؟“

”اب بیان ہے پاس میک کاملاں بھائیں ہیں ہے“ مرغی ساروہ پر لی

”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا ہدایتی پانیٹ کو پس پانیٹ بھی ہو گا؟“

”ابھی کہہ کچی بول کرے مددی نہیں ہے۔“

”تو اذ چلا دیکھا جائیگا“ عران نے کہا اور اپنی ساتھ کو رسی کو پڑھن آیا۔

کچھ دیر بعد وہ بیکر کیسل پر پڑا تو کہرے سے انہوں نے اس کے ایک حصے میں آگ لگی بونی بھی دیکھی اور بہتر نہیں کی طرف برداز کرتے رہے۔

”میں تمہیں سیئی نہیں پیدا کی طرف نے چل دیگئی۔“ مرغی ساروہ پر لی

جسیں بالکل خاموش تھا ایسا معلوم ہے کام تھا۔ سیئی کسی ملک کو ترجمب نے رہا ہے۔

ہیں کو پر کیسل کے قریب ایک چھاتا مرغی ساروہ عران کو مدیا یات دیتی ہوئی

ہیں پر کیسل لالی تھی اور سیل کو پلانڈر کی تھا میک جب عران اس کی طرف مڑا تو

بکا بکارہ گئی۔ وہ اس کا پیڑا تو پر گرت تھا۔ جیسے بکارہ کی نکل تھی اور وہاں مگنی

مر پھوٹن کے نیچے چھپ گی تھا۔

”لت... تم...“ دہ مکانی

پریشان ہونے کی نہوت نہیں ہے میر امیری مید میک اپ ہے:
 ہسل کو پڑتے اترے ہی تھے کہ دوست مخ آدمی ان کے موں پر آسواہ ہرئے
 ہباقی کہاں ہے ؟ عمران نے غرائی ہوئی سی آزادی ان سے سوال لیا۔
 میوزیم میں ... تم سیوے دیس لے جاؤ ” چوب طادہ ایک جاپ
 مرٹنے والے تھے کہ ایک سچ آدمی نے ہاتھ اٹھا کر کہا ہیں تھیں پیغمبر ہیں
 دیکھا۔

موری سار دکیل کے ہے ہے سے مافت می خواہن اے دہن پھر نے کا
 اشارہ کر کے گارڈ کی طرف بڑھتا ہوا لاؤ ہوا ذرا سیری ایک بات سنتا ”
 کی بات ہے گاؤ رک کر اس کی طرف مروا
 ” تم شاید سیرے جانی کے قریب دوستوں میں سے ہوا عمران نے کہا
 ” کس حصانی بات کر رہے ہو ”
 ” جس کی جگہ میں اس وقت ذریعی انجام دے رہا ہے ”
 ” آہا ۔ گارسیا کے جھانی ہو ”
 ” ہاں ۔ اور اس کے لئے بہت تیارہ پریشان بھی ہوں ۔ کیا تم تھاں میں سیری
 ایک بات سن لو گے ”
 ” کیوں نہیں ؟ گارٹنے کہا اور اپنے سامنی سے کہا ” تم میڈیں ابھی آسہا
 ” ہوں ”

چھپ گارڈ عمران کو اپنے سامنے کر آگے پڑھ گی تھا۔
 ” اب یہ کی کرتا چاہتا ہے ” موری بڑ پڑا فی
 ” مجھے تو پاگل معلوم ہوتا ہے ” تھیں پاگل، یہاں پہنچاں لوگوں سے
 پھیرا چاڑی کی مزدوس تھی ”

” قہبہ اس بند کرو ”
 ” اسے تو چلو ۔ اس کی واپسی تک سیل کو پڑھیں کیوں نہیں ۔ کہیں پھر کوئی صیبت
 نہ ازال ہو جائے ”
 ” پعن اوختا یہ شفعت مجھے اجھن می ڈال دیتا ہے ”
 ” میں اس سے زیادہ خوبصورت بھی ہوں اور سیدھا صاحبی ”
 ” ایک تھری میں سارے دانت بامبر آجیاں گے اگر اب آواز نکل ”
 ” دس پندرہ منٹ بعد عمران پھر دھانی دیا میک اپ بھاڑی تھا لیکن سیل
 کے گارڈ کی رو دی میں بھا اور ایک ریو الیکٹری ہاتھ تک لیا تھا
 ” گارڈ کو تھکانے لگ دیا شام ” موری سار دھولی سانس لے کر پولی تھی۔
 ” جلدی کر دے عمران قریب پہنچا بلاؤ ” مجھے میوزیم میں یہے چلہ ”
 ” وہ دوڑن ہیں کوپڑے اترائے ”
 ” یمنی کے گیٹ دالے ستری نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران
 کے تیرے دیکھ لگ بات آگے نہ بڑھا۔ عمران ان دوڑن کو نہ ہوئے ہوئے ہاں میں
 ” دھن ہوا ”
 ” شنیپر ایک لازم کی مدد سے اولیا ری کی تکوڑا کسی مناسب بگپر رکھنے کی
 کوشش کر رہا تھا۔
 ” انہیں دیکھ کر غزا ” مجھ سے جھاگ کر کہا جائے گی عورت ” پھر اس کی
 فخر عمران پر پڑی تھی۔
 ” اودہ ” تھیں یہاں قدم رکھنے کی جگہ کوئی نکر ہوئی ” وہ اسے گھوڑا تاہو
 ” بولا اتنا ”
 ” یہ تیدی ہیں سی نور ”

”ریلو اور جو بوجہ بے ہو لشکر میں“ مومنی ساردنے کی
”ٹوار کے مقابلے میں ریلو اور برگز استعمال نہ کروں گا۔“
”میرے دبی دلی اُنگی۔“

اتھے میں نیٹرے عران پر چھپ روڑ دار کیا۔ عمران نے ایک کرسی اٹھائی تھی اور
اسی پر توار کا دار رکھتا ہوا رکھا ایکی تھا۔ کرسی ہاتھ سے چھوٹ گئی ٹوار کا دار سرا
ہائیک اسکے سری پر پڑا ہوا تھا جیسیں نے دسری کرسی سینٹر پر اچال پھیلی
تھی تو اس سے ابھی تھی اور وہ دیوانہ والیں پر چڑھ دیا تھا پھر عران اگر
پشت سے اس پر چل جائے تو جھونکا تو جیسیں کے دل کلے ہو گئے ہوتے۔

عران نے سینٹر کی گردان دیوپی تھی اور اسے پچھے پیچھے یا تھا پھر عجیب ہی ہو
گر اس نے تو اس پر ہاتھ دیا تو ڈال دیا۔

سنٹر جسماں قوت کے اقمار سے جھی کر نہیں تھا بلکہ تمام تو اس کے
تیزی سے نکل پی گئی۔

”اے سنبھالو!“ عمران نے جیسیں سے کہا تھا اور جیسیں نے جھپٹ کر تو اس اعلیٰ
ل تھی۔

”لا جھیجے دو...!“ مومنی سارو جیسیں کی طرف پہنچی
”نہیں کیوں وو!“

”کیوں بکار اس کر پہنچو!“

”پچھے ہو!“ جیسیں نے اسے دھکایا اور عران سینٹر کی گردان دی پہنچے اس کے
بینے پر سار تھا سینٹر کے علی سے خڑخاں بیٹھے گئی تھیں۔ مومنی اس طرف
تو چڑھ گئی۔

”اب ختم کر دو، درد چاری دنگیاں حال ہو گی جو مومنی سارو تے کبا

”لکھن جھیج کی مسلم نہیں کو میاں دی جیا تم رکھ سکتا ہے جس کی طلبی ہوہ
اے سچی طلبی تھی کچھ۔“ بڑی شکل سے باخچ آئے ہیں“

”تمرا کام ہے؟“
”میں کسی نیسرے سے واقع نہیں ہوں یہ بندوں کیل کے ایک حصے میں الگ
لگ گئی ہے؟“

”ایسا شناخت نامہ کا فوڈ و قلعہ سینٹر اگر بڑھ کر بولا۔
شش... ششخت نامہ ووہ بجلایا۔ پھر نہیں سے اردو میں بولاتے ہیں
اس لازم کو تو ذرا سنتھا نہیں اسے شناخت نامہ دھاڑوں گا!“

دوسرا بیٹھنے والا کمال پر سپا جیسیں نے مانیم پر
چھپا ہیگ تھا اسی تھی اور سو فرستہ کے کمال پر سپا جیسیں نے اس کی دوستی
کلدار اٹھا کر لازم کے سر پر ضرب کی تھی اور وہ کسی نہ تار درشت کی طرح ڈھپھتتا
چل گیا۔

ادھر سنٹر عران سے پیٹ پڑا تھا مومنی سارو فاصل نہیں تھی اس نے دفعے
کا درد رانہ نہ کر کے پورٹ کر دیا۔

”اب کیا خیال ہے دھکتے کہ?“ وہ سینٹر کو خاطب کر کے بولی
”ابھی مسلم ہو جائے گا یہ دہ بانیا ہوا لام تھم میں سے کوئی بھی زندہ سلامت
نہیں پا سکے گا!“

میرہ عران کی گرفت سے نکل کر پچھے بیٹھا تھا۔ اور اُسیں اسی دالی ملوار
اعطا لی تھی۔

”ہر شیار بِ حُرْفِ سارو تھی
میرے ہاتھ میں تو ڈاما سچی نہیں ہے“ یعنی برا

اور چھپنے کو گھومنے لگی۔
”محب پر مم کرو۔“ بھیں لاگلایا۔ اس وقت وہی کہا تھا کہ رہا تھا اگر وہ کہ
دے تو تدارکتہ رے خواہ کر دوں گا“
”ویدو... ویدو...“ عران نے اردو میں کہا۔ میکن خود ہر شیار رہتا
خطاں کو رہتے ہے“
میکن ہونی سارو نے خردی اس کا پھیلا چھپنے کی اب وہ عمران کے قریب آ
کر کھڑا ہوئی تھی میکن کی تھیں بھیل گئی تھیں اور چہرہ سرخ ہو گئی تھا پیشائی کی
رگیں ابھری ہری تھیں۔
”نمٹ سی کوئی قصہ صدی سے“ ہونی نے عران کو لکھا۔ میکن تھیک اسی وقت
منیٹ نے عران کو دوڑا چھال پھیکا، جیسیں کہ ہاتھ میں بھگتی موارثی وہ اسے تو ان
ہوا دوڑل کے درمیان اگلی تھا پھر اس نے دوڑنے پا چھوٹ سے خوار کا تھبٹھا
کر پوپری وقت سے نیٹ کے سرپر مزرب لگائی کو کوشش کی تھی۔
وہ غافل تو تھا تھیں کنی کی کاٹ گیا اور جیسین نے تکار سیست اندھے منفرش
پا کر ہوا۔

اس وقت عران نے راستی بھی غفتہ ہو جاتی تو جیسین درستی دنیا میں پہنچ
چکا تھا اس نے پھیسے سڑک کا کار پکڑا جھکا دیا تھا۔
ایک بار پروردہ نوں پیٹ پٹے منیٹ خاصا طاقتور تھا عران پیٹے ہی اس
اس کی قوت کا اندازہ لگا پکا تھا اس بار اس پتے پاپا تھے ہی دھرمی پاٹ مارا
اور پھر اتفاقاً اس کا پیر نیٹ کی کردن پتے پٹے کی تھا جسے اس نے چڑائی کی
بجایے اس پر مزید نور دلانا شروع کر دیا تھا منیٹ نے اس کا پاڈل پکڑا
کی کوشش کی تھی لیکن درستے پتے کے میں ہائی پریکی ستوک کر کشی پر پڑی

”اور سیٹر پے سس دھر کت ہو گیا۔“
”کی ہوا ہے موئی سارو آگے بڑھی ہوئی ہوئی۔“
”بے ہوش ہو گئی ہے؟“
”تھا... تو پھر... تو پھر...“
”تم دونوں ہیں مکابر۔ میں ذرا ایک نفراں میزندیم حال پر ڈال ہوں۔ بڑی
نایاب پیرس کا تھی کر کرچی ہیں۔“
”وہ شرکیسوں پر نظر ڈال ہوا گے ملعتا چلا گی۔ پھر فتحتہ ایک گونیلی سی
کراہ ہاں میں گر کی اور وہ چونک کر ملا۔“
”خدما غارت کرے۔“ وہ بھرائی ہر جائیں بولا۔ اور تیری سے مخفی کی طرف
چھپا۔
”لیکن وہ تو اپنا کام کریں جلی سختی پے ہوش سنتی کے سینے میں ٹھیک دل
کے مقام پر دستے تک ایک بختر آتا رہا۔“
”یہ... یہ... تم نے کی کیا۔“ وہ قدیم طرز کے روشن بختر کے دستے کو
گھوڑتا پوچھا۔
”اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔“ مرفی سارو نے بڑے اطمینان
سے جواب دیا۔
”اوہ... تو اس بختر کے دستے اپنی انگلیوں کے نہ نہات تو مٹا دو۔“
”نکر د کر د پسے پی یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ بختر کو دہاں بی سے کپڑا تھا۔“
”مرفی سارو نے تھیں کے ہاتھ سے تواری تھی اور سا سے قایم کے ایک ٹکڑے
میں لٹکتے گی تھی۔“
”کچھ دیر بعد ہیں کوپڑا بختر جمبوکسل پر داز کر رہا تھا نیچے بانس بلے سے

تھے ایک گوشنے میں بھی جوئی آگ پھیلا دی اغتیا رکھتی جا رہی تھی۔

۹۔ اب کدھر آ جانے سے مرفی سارو دہاں ایک شب گزنا تھی۔

۱۰۔ میں جنگل کی طرف نکل چکا اگر ان دو گول کی گاڑی ہاتھ آگئی تو کیا کہن اطمینان سے نکل چکیں گے؟

۱۱۔ لیکن اب میرا کی ہو گاہ بھیں کرنا

۱۲۔ جا اجھا بتاؤ کریں گے تمہارے سامنے تکمیر کرو، عمان بولا

جگل میں انہیں سنیڑ کے ادیور کی گاڑی کھڑی مل گئی تھی سیل کپڑے پرے چھا چھڑا کے بعد رہ گاڑی میں آبٹیتھے عران نے اسیٹنگ سنبھالا اور پرے کے جنگل سے گزرتے ہوئے وہ جدیرہ کی پھر سماں پہنچے ہیاں انہیں نے ایک موڑ پوٹ کرائے پر حاصل کی اور پالاڈ کی طرف روانہ ہو گئے تھے عمان ابھی تک ریڈی میڈیک اپ میں تھا۔

۱۳۔ اب بیر جھاڑ بھینجا رہتا ذہیرے سے یہ مرفی سارو نے کہا۔

۱۴۔ ابھی دلت نہیں آیا؟

۱۵۔ کیون نہ ہم اس کو سمندر میں غرق کر دیں۔ یہ سنیڑ کے قتل کا عینی شاہد ہے مرفی سارو جسکن کی طرف اشارہ کر کے آہستہ سے بوئی تھی۔

۱۶۔ ابھی اس کا سمجھی وقت نہیں آیا؟

۱۷۔ کہیں گردن نہ کتوادیا؟

۱۸۔ سوال ہی نہیں سیدا ہوتا۔ لیس تم خاموشی سے دیکھتی جاؤ۔ اذل تباہیں ابھی ایک اور ڈرامہ ایچ کرنا ہے اس کے بعد جا رے عیش ہوں گے۔

۱۹۔ کیسا ڈرامہ؟

۲۰۔ لیس دیکھ لینا ابھی کچھ نہ پوچھو۔

پالاڈ کے سیل ہو گل میں ان کا قیام ہوا تھا۔ مرفی سارو دہاں ایک شب گزنا تھی۔

۱۔ بہت تھک گئی ہوں۔ آج آرام کروں گی۔ اور اکل اذل بتا نکل چکیں گے۔ اس نے کہا۔ اور اچھا سمجھی تو آخری مرحلہ ہاتھی ہے۔

۲۔ میں نہیں سمجھا۔

۳۔ اور یا رسی! اسے کہ ازکم بیس سال کے لئے بھجواؤں گی۔ اور پھر جا سے بیش ہوں گے۔ اب سنیڑ کے پورے بزنس کی ماںک ہوں، پورے سارو دہیا میں ہمارے اذلوں کا جاں بھیجا ہو رہے ہے۔

۴۔ تو بڑا ہی اچھی جھرستنانی تھی۔ لیکن نیزی کیا فوج زمیں ہو گی۔

۵۔ تم... ای وہ اسے پیارے سے کھیتی ہوئی تو تم میرے مالک ہو گے۔

۶۔ اچھا۔ اب تم آرام کرو۔ میں ذرا پالاڈ کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔

۷۔ مفرود کرو لیکن اس آدمی کا کیا ہو گا؟

۸۔ اسے مجھ پر جھوڑو۔ میں سب دیکھوں گا۔

۹۔ تم جاؤ! اس کی زندگی جا رے سے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ سنو! آخر سنیڑ کی لاٹی ملنے کے بعد کیا ہو گا کیا اس کے مارا ہیں جما را نام نہ لیں گے۔

۱۱۔ وہ اچھی طرف جانتے ہیں کہ سنیڑ کے بعد بزنس کا ماںک کون ہو گا الجزا

۱۲۔ وہ بھر کے مرنما ہرگز پسند نہیں کریں گے سنیڑ کی زندگی ہی میں دہیرے دشمن تھے اب نہیں ہیں۔

۱۳۔ یہ تم نے بڑا اچھی خبر سنائی؟

۱۴۔ لیس اب جاؤ۔ مجھے نیند آرسی ہے؟ مرفی سارو نے کہا اور طویل جمایی

۱۵۔ لیس دیکھ لینا ابھی کچھ نہ پوچھو۔

”وراصل تمہارے قریب رہ کر یہ کھیل دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم درآمد ہی ہیں:

”بہت اچھا... دو گھنٹے کے اندر انہوں پہنچ رہا ہوں؛“

”سید ہے فارسیو آنا؛“

”بہت اچھا؛“

جب یعنی وہ اس کا علم نہیں تھا کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے بہر حال واپسی پر عمران نے اسے سوتا ہوا پایا تھا۔

اویاری اپنے قول کے مطابق ٹھیک دو گھنٹے بعد فارسیو میں پہنچ گیا
مختسب چین کو حالات کا علم ہو سکا۔

اویاری کی لائی ہوئی دردیوال انہوں نے پہنچنی تھیں اور اس کے تھوڑے
میں شال ہو کر سیل جا پہنچے تھے۔ بہر ہوا محاصروں کر لیا گیا۔

”اب اس تک میری رہنمائی کرو؛ اویاری نے عمران سے کہا

”لیں میں اس تک میں گے۔ تبقی لوگوں کو یہیں پھر ڈر دو۔“

وہ کہہ دیز آڑھل کے سامنے رکے تھے۔ دروازہ میں ہٹھا۔

سینیڑ تھا برازہ کا نام بھی مت لینا۔ فی الحال اس جسم میں گرفتار کر دے
کہ تمہاری سوچ تو اس کے پاس سے برآمد ہوئی ہے۔

”اچھی بات ہے؛“

عمران نے دروازے پر دستکن دی۔ لیکن فری طور پر جواب نہ ملا
چکر دے دروازہ پیٹا ہی چلا گیا۔ ہول کا پھر اور سینیڈیٹر لٹر گواہ ہو رہا تھا۔
اور ان کے قریبی میں موجود تھے۔

”موفی صادر شاہ مسعودی تھی مسٹر فری دریں بعد اس کی غصیل آفیار سنانی دی
”کون ہے؟“

”عمران لپٹنے کے میں واپس آیا۔ جیسیں بستر پر پڑا سگر بیٹ کے بکھر کش
کش نے رہا تھا۔“

”احمق! اور نکل چکر۔ اس سے پہلے ہم میک اپ کریں گے۔ میں
نے کچھ تھوڑا اسامن پیال سے حاصل کر لیا ہے؛“

”اب کب چاہیے گے؟“

”درستے ہوں ہوں۔ وہاں کمرہ بک کر لچکا ہوں۔“

”وہ یہیں رہے گی؛“

”اس کی العلیٰ میں ہم پیال سے حاصل ہے میں۔“

ایک گھنٹے بعد وہ درنوں کرے سے نکلے تھے اور فارسیو کی طرف
روانہ ہو گئے تھے۔

عمران کے بیان کے مطابق پیال ان کے لئے ایک کروپیڈیو سے غصوں
کر دیا گیا تھا۔

اب عمران نے فون پر اویاری سے رابطہ قائم کی۔

”کہاں ہو؟“ درستی طرف سے آداز آئی۔

”پالائیں۔ ہوں فارسیو... مکہہ نہ لگا رہ...“ وہ سیل کے کمرہ نہر
آڑھیں سوری ہے تمہاری تملوار اسی کے قبیلے میں ہے اور میں نے اسی

کے ہاتھوں تمہارے دمتن کو قتل کر دیا ہے۔“

”خدا کی پشاہ۔!“

”جیسے تھا ہرگز میں وقت نہ خانٹ کرو۔ فوراً فرس لے کر منہجی کوشش
کرو اور وہاں اپنے ماگھوں کی دددھ دو دیوالیں بھی لیتے آنا تاپ کھو۔“

سپرروہ اسے دردیوالیں کی پیالش لکھتا رہا تھا اس کے لعب پول۔

در رازه مکملو... علی ان آزادی کر بولا
در رازه کلام تھا اور مومن سارو نغمہ بہنہ حالت میں سانے کھو دی فظائی
محقی فداز جارحانہ فنا لیکن اولیاری پر نظر رکھتے ہی مجھے ٹھنڈی بیٹی ہی
وہ چاروں اندر داخن ہوئے مکوار سامنے ہی یہ زیر رحمی بونی تھی
میں نہیں اس جنم میں ذیر حرastت لیتا ہوں مومن سارو... اولیاری نے مکوار
کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
کی مطلب؟
یہ تواریخ سے اسلک خانے سے چالی گنی تھی:

میں نہیں جانتی یہ بیان کیسے پہنچی؟
خوازی سے ملیٹ جاؤ... اولیاری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

مومن سارو کے پڑے پر طذریہ کی مکار بہت منودار بونی اور وہ چپ چاپ
بیٹی کی۔
اولیاری نے رپورٹ لکھنی شروع کی تھی اور چہارس پہ دنوں گواہوں کے
دستخطے سے

تم پہنچا ڈگے اولیاری؟ مومن سارو مشکل الانے کے سے انداز میں بولی
اہ بتا ڈک لو بونا کونہیں بیٹے
میں نہیں کوئی بونا کونہیں جانتی۔ اور نہ یہی جانتی ہوں کہ یہ مداری بیان کی
کیسے پہنچی؟

خیر... خیر... اب تم اولی بیان پلین کر لئے تیار ہو جاؤ؛
اہم ذرور... ذرور... نیکن جیسے ہی تم مجھے حالت میں پریش کر دے گے
نہیاں جہاڑ دوب جائے گا۔

اوی ری کچور بولا

جن کار میں وہ اول تباکی طرف روانہ ہوئے تھے اسے بیکن ڈرامہ کر
رہا تھا اور پھر کشتہ پر عران اور اولیاری کے دریان مومن سارو بھی بونی تھی
ہوت شختی سے پختہ ہوئے تھے اور بیان کی نخوت آمیز بیکن اور دامج ہو گئی تھی
و غصہ اولیاری بولا۔ مونیکا ذمہ بھیل ختم ہو چکا ہے؟

کی مطلب؟ وہ اچھل پڑی

تمہارا میک اپ ناتھی ہے؟

پرداہ نہیں۔ بیکن میرے ساتھ تم بھی جنم میں جاؤ گے اولیاری ڈدھنڑی
بھی بولی۔

کی اس نیچے کر تم کبھی کبھی میرے بستر پر سو جایا کرتی تھیں؟

تم کی کہنا چاہتے ہو؟ وہ اسے گھر تی بونی بولی۔

بیکن کو بتر کے فریم کے دریان پر کچھ بھی تھا کبھی کافالی کی جا چکا ہے۔ اس
لئے تباہ جنم میں جاؤ گی:
ادھر... ادھر... ادھر... ادھر... بیکن نہ کے ڈھیلے ڈھالے انداز میں پاشت لا
سے ٹک گئی۔

عران نے منی خیز نظروں سے اولیاری کی طرف دیکھا تھا اور اولیاری
کے ہمرازوں پر سفاک سی مکار بہت نسودار بھوٹی۔
و غصہ مونیکا نے او بکھانی لی۔

روکو... روکو... مجھے تھے ہوگی کہ کہ کہ اس نے چڑھا بکھانی لی تھی۔

روک دو گاڑی یا اولیاری نے جیسیں سے کہا اور بائیں جاہی سٹیگی
جمیں نے گاڑی روک دی۔ ناجتوں کی گاڑی بھی روک گئی تھی مومن سارو

کی حالت خراب تھی۔ اور بکانیاں کسی طرح رکن کاناماں ہی نہیں لئی تھیں دو نوں
نے سہارا دیکھا سے گاؤں سے آتیا۔ اور چھپر ٹرال کے کاسے ایک جگہ بیٹھ گئی
وہ مسلسل اور بکانیاں لئے جاری تھی۔ دفعہ اٹھ کر جاتا۔

اڑے... اسے... ادا فول کی زبان سے بک و قت نکلا تھا۔ چھر
تب اسکے کو کوہ سنجھلے مونیکا موافق ساختے نے سینکڑوں فٹ گھر کی کھد
میں چلانگ لگادی۔

ٹولی پچ کی بازگشت نامیں لہری پی گئی

۔۔۔۔۔... توہبت پڑا ہوا اولیا ری بولا۔

عمران خموشی سے گاؤں کی ہظرت مرد گیا تھی۔

وہ اُن بیتا پہنچے تھے اور اولیا ری فٹ نالہ کی کارروائی شروع
کر دی تھی۔

دلایا جیز پڑھا پڑھا کر اسے بند کر دیا گی وافر مقابس میں نشیات برآمد
بڑی تھیں لیکن بیٹھ کے بارے میں مکمل غامر شیخی اس کے آدمیوں نے شاید
اس کی لاش مٹکنے کے نگادی تھی جو فی سارو سے حاصل کی بڑی معلومات عمران
نے اولیا ری نکل پہنچا دی تھیں اور اسی بانشوں کی اس کھیپ کا انداز
سچا ہج در دن بعد کسی پڑھانامی بند رکا ہے پہنچے والی تھی۔

آنچھے بانشوں کے سچے کیوں پڑھنے پڑھنے بڑا اولیا ری نے عمران سے کہ۔

”بیں دیکھ لینا۔ شاید میرے شیبے کی تعلیقی ہو جائے وہ

۔ شاید تم یہ چاہتے ہو کہ گاہنگ بانشوں ہی میں جنکر جھیسا جائے ہے۔“

اسی صورت میں جنکر بانشوں کی ایک کھیپ گاہنگ دنیس سے آری بے
میں بی سوچھا گا۔“

”جرا سے بھی دیکھ لیں گے۔“

عمران کا نیاں غلط نہیں نکلا تھا بانشوں کے خول سے کئی من کا نجہ بہاء بدھوا
مال سینیٹر کا ملتا۔ اس لئے پوسن نے اس سے روحی کرنا چاہا۔ لیکن اس کا
کہیں پناہ ملتا ہوا زمین بھی اس کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔
دوسرا دن کے اخبارات کی شرخیاں سنیٹر قتاب نادہ کی پر اسلام
در پوشی کی متعلق تھیں۔

اخبارات نے خال ظاہر کیا تھا کہ وہ اپنے بارے میں اتنے بڑے اکشن
کے بعد روپوش ہو گی۔

بہر حال پوسن اس کی تلاش کرنی رہی تھی۔

مونیکا موت کے بعد نشیات کے دوسرے اٹے رہنی میں نہ آ کے۔
سنیٹر کے مازیں نے قطعی طور پر خاموشی اختیار کر لی تھی اس میں کوئی بھی نزدیک است
ذیجا سکا کیوں کہ ان کے ملات کچھ بھی نہیں ثابت ہو سکا تھا۔

خود اولیا ری اپنے طور پر سنیٹر کی موت کا اعلان نہیں کر سکتا تھا
۔ جیسے تمہارا شکور ہوں عمران ... دوست ... اولیا ری اس کا شانہ
دبا کر بولا۔

”بیں ... بیں ... نیا نہ نہیں ... بہر حال اب تم ہماری پرس سے پہنچا پا
نہیں کر دے گے؛ عمران بولا۔

”آہا... خوب یاد آیا۔ تمہارے ان دو فون تیدیوں کا کیا کیا جائے؟“

”چڑھا دوچاہی پر۔“

”نہیں! میں سوچ رہا ہوں کہ انہیں رہا کر کے یہاں سے نکل جانے کا
نوں دے دوں اور نہ مدد کے لئے ان کے سارے ڈینیا میں دافعے پر

پانڈی لگا دوں

چو مناب سکھدی۔ تمہارا اپنا معاشرہ ہے ہے۔

میر پر بھی مجھے پتا دکھ متمہارے لئے کیا کروں تم نے مجھے اکی بیہت بڑی بحث
سے نجات دالتا ہے۔

”لیں دعا کرو۔ میر سے لئے۔ اور ہاں عطبرہ۔ اپنی بیوی کو ان معاملات
کی پرماں بھی نہ لکھ دینا، دنہ بختانگے۔“

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں۔

لکھنے دنوں میں جان کے سنتے یہ بات؟ اولیاری کچھ زیادہ۔ متنتوڑی دیے بعد اس نے پوچھا تھا۔ اب کیا پوچھ رہا
ہے؟“

”چو بھی نہیں۔ فی الحال مکھیاں ماروں گا۔“

”خوبیں باہر چلتے ہیں۔ قفر بخ کے لئے دن بخت کی چیزیں لے لوں گا۔“

”نہیں۔ فی الحال یہاں تمہاری موجودگی مزوری ہے۔ میں ذرا ناٹیش کی طرف
نکل جاؤں گا۔ اس بار کئی بیٹھتے۔ اس کی اونگ، کرنے کا ارادہ ہے یہ۔“

”اگر بھی خیال ہے تو کوئیناڑی اسپریس و جاؤ۔ میں کچھ لفڑی خلوطاتے
دوں گا۔“

”لفڑی مظوظ میر سے لئے۔ ہاں جان بن جاتے ہیں۔ اس لئے تمہارا
بہت بہت شکر یہ! میں دیکھو لوں گا کہ خود اپنے لئے کیا کر سکتا ہوں۔“

- - -

عمران انہیں گھوسرے جا رہا تھا اور وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے دنعت
اس نے کہا۔

”تم دنوں کو سزا مزور ہے گی۔ لیکن یہاں نہیں۔ گھر پہنچ کر اک تمدن دن بھک
الٹا لٹکائے رکھوں گا۔“

”بب... بس۔“ چوڑت بلکل ایسا۔ جیسیں کا کوئی تصور نہیں میں نہیں اسے
تمہارے تعاقب پر مجبوس کیا تھا۔

”اچھا تو سرت تم ہی تین دن اٹھے لکھے رہو گے۔“

”تمہارے لئے میں دن سک اٹا لٹکا رہ سکتا ہوں۔ کبھی آزماد تو اپنے
اس غلام کو۔“

”دیکھوں گا... دیکھوں گا رہ اسے گھوڑے دکی کر بولا۔“

”آخذ ہماری دبیر سے کی نقصان پہنچا ہے آپ کو۔ مجھیں کسی تدریج چکیا ہٹ
کے ساتھ پوچھا۔“

”میری پوری ایکسیم چوپٹ بڑی بھتی تمہاری حادثت کی وجہ سے۔ اگر میرا بھتی
معاملہ نہ ہوتا تو یہیں تھیں سخت ترین سازل جاتی اگر تمہارے رات پکڑا سے د
چاتے تو کسی دشواری کے لیے نہیں میرے قایوں میں آجاتا اور پھر پوچھ سے
سار ٹوپیا میں نہیں تھا اکیں بھتی اڑا باتی نہ پتا سیلے اور موئیکا کی مرست نے

سارا کھیل لے گا دیا،

اُول تی کا اُدھ تو ختم ہی ہو گی:

”ہاں اسے ختم کی ہوتا تھا:

”قرآن پتے یہ دند منع پڑتی کی بنا پر مولیٰ یا یا تھا:

”بھی کچھ لو! درخت جنگلی چرس یا کانجے کی سر کار:

”یعنی اس دست پر مل دشمنی میں جزو نکل کرے میں میٹھے ہوئے تھے

”و گرام میں رہا تھا کہ جزو نہ اور تین قوامیں دا پس جا چکے اور انہوں میں بنتے

کی تھیں انہی کے کسی حصے میں گرد ارسے گا،

و فتح کی نہ دروازے پر دلک وی اور وہ چونکہ پڑے پھر تین تے

اکھ کر دروازہ کھلا ہے،

سامنے وہی دراؤں شلوار سوٹ نظر آئے مگر کی وجہ سے آتا بھیڑا برا

مبت.

”ہمارا نیکم جی! معمراً دمی نے پڑے ادب سے عرب کو سلام کیا تھا

”آؤ... جی... پہلوان کہو۔ کی رنگ میں۔ عمران اہلۃ برا بولا

دو نوں اندر آگئے۔ فوج ان ماں کل خارشیں تھیں۔ معمراً دمی نے کہا

”اویاری صاحب نے سمجھا ہے... جی!

”ھیرا?

”ہیں جی کا نجے کا بیٹا ہو گی۔ لیکن اب چرس نہیں چھے گی:

”نہ چھے جی۔ یہی کی کہتے کہ تم سب نے مل کر ایک تویی نہیں کرڈاں، اور جی

ہمیں صفات کر دو۔ تم کچھ بارے جی ملک ہو۔ اویاری صاحب نے بتایا ہے،

”ہاں پہلوان ہم سبھوں کو اللہ صفات کرے:

ختم شد

۱۱ - پھر ساغون	۵-۵-	۱ - خوفناک عمارت	۵-۵-
۱۲ - لاشون کا بازار	۸ -	۲ - چنانوں میں فائز	۵-۵-
۱۳ - تراویخ	۵-۵-	۳ - پُسراءِ چنپیں	۵-۵-
۱۴ - آہنی دروازہ	۵-۵-	۴ - بیجاں آدمی	۵-۵-
۱۵ - کالے چراغ	۵-۵-	۵ - جنم کی رقصاص	۵-۵-
۱۶ - خون کے پیاسے	۵-۵-	۶ - نیشن پرندے	۵-۵-
۱۷ - الغافر	۵-۵-	۷ - ساقتوں کے شکلداری	۵-۵-
۱۸ - دزندوں کی بیتی	۸ -	۸ - مات کا شزادہ	۵-۵-
۱۹ - دھوئیں کی تحریر	۵-۵-	۹ - دھوئیں کی تحریر	۵-۵-
۲۰ - حاتم کا جزیرہ	۵-۵-	۱۰ - رُکنیں کا جزیرہ	۵-۵-

”حضور صفات کرے گا بھی۔ بھرنے کا بچہ دریں کو پھاڑا ہے۔ اور جی یعنی اویاری صاحب کی درگری گے ہم جانتے ہیں کہ پورے سارے فیضیاں میں کہاں کہاں کچھ دردشی ہوتی ہے اسی لئے تو ایسا ری صاحب نے بھیجا ہے کہ تم سے بات کریں“

”اویاری صاحب سے کہہ دینا... اب بیس... اب کھیال آپ ما ریں۔ اور تم ان کی مدد کریں۔“

”پہلوان جی چرس کے لئے سفارش کرو۔ تم تو دوست ہو ان کے یہ

”بس طبع جاذب پہلوان جی درنے ایسا دھونی پاٹ ماروں گا کو دن کو تارے نظر آ جائیں گے؟“

”وہ جی ہی ہی“ کہ کے خاموش ہو گی۔ جیسیں کبھی جوست سے ان درجن کی طرف ویکھنے لگتا اور کبھی عران کی طرف۔